مجلہ پیغام حق فیصل آباد
میں مفتی رب نواز
صاحب کے مضامین
حصہ اول

مضامین

100 شمارے مکمل ہونے پر
اشاعت خاص زوجین نمبر

03074034570

مفتی رب نواز صاحب مدیر مجلہ الفتحیہ احمدپور شرقیہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تابعیت

غیروں کی نظر میں

مفتی رب نواز مدظلہ دارالعلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ

۱) مشہور غیر مقلد عالم زبیر علی زئی کے دادا استاد عبدالمجید سوہدری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''تابعین حضرات میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔'' (سیرۃ ثنائی ص ۵۶)

۲) ایک صاحب نے لکھا:

''امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو تابعی ہیں۔''

بدیع الدین راشدی غیر مقلد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اقول: من حیث الرؤیۃ لا من حیث الروایۃ (تنقید سدید ص ۲۷۸)

یعنی امام صاحب نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت تو نہیں کی لیکن انہیں دیکھا ہے۔ راشدی صاحب دوسرے مقام پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق نقل کرتے ہیں، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ (تنقید سدید ص ۳۵۵)

۳) وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو خود تابعین میں ہیں، اگرچہ حنفی یہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی صحابہ سے روایت کی ہے۔ مگر اہلحدیث اور ائمہ نقل کے نزدیک یہ غلط ہے۔ صرف اتنا صحیح ہے کہ انہوں نے (سیدنا) انس رضی اللہ عنہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔'' (تیسیر الباری ج ۳ ص ۵۲۵ نعمانی کتب خانہ)

رئیس محمد ندوی غیر مقلد نے وحید الزمان صاحب کو ''امام اہلحدیث'' قرار دیا ہے۔ (سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۶۳۵، ۸۳۱، ۹۴۶ وغیرہ)

۴) نواب صدیق حسن خان غیر مقلد، امام صاحب کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

"ذكر الخطيب في تاريخ بغداد انه رأى انس بن مالك، خطیب نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ انہوں نے انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا ہے۔"

(التاج المکلل ص ۱۳۰ ترجمہ نمبر ۱۹۹) مکتبہ دار السلام (ریاض)

۵) امین اللہ پشاوری غیر مقلد لکھتے ہیں۔

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں، لیکن من حیث الرؤية لا من حيث الرواية۔

یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایسے تابعی ہیں، جنہوں نے صغر سنی (بچپن) میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے، لیکن ان سے روایت نقل نہیں کر سکے، "کتب اسماء الرجال"

(حقیقۃ التقلید واقسام المقلدین ص ۵۴)

پشاوری صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"بذات خود (ہم) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت مقام کے ضرور قائل ہیں۔ کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تابعی تھے اور خیر القرون سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق تھا۔ جہاں تک امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تابعی ہونے کا تعلق ہے تو وہ تابعی ضرور ہیں، لیکن من حیث الرویۃ تابعی ہیں نہ کہ من حیث الروایۃ"

(حقیقۃ التقلید واقسام المقلدین ص ۶۷)

پشاوری صاحب ہی رقمطراز ہیں:

"ہمارے اکثر بھائیوں کا کہنا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی تھے، عبادت گزار تھے، غرض کہ بیسیوں صفات کمال سے متصف تھے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل وصفات سے کسی کو انکار نہیں ہے۔"

(حقیقۃ التقلید واقسام المقلدین ص ۱۶۳)

۶) مرزا حیرت دہلوی غیر مقلد شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"آپ کا اصلی نام نعمان ہے اور کنیت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہے اور لقب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہے...... آپ نے کسی صحابی کو اپنی آنکھ سے دیکھا تھا اور آپ کو تابعی ہونے کا افتخار بھی حاصل تھا چونکہ مجھے اس میں رد و قدح نہیں کرنی ہے میں

تواریخ پر بھروسہ کر کے یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے بچپن کے زمانہ میں انس رضی اللہ عنہ صحابی کو دیکھا تھا جو رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خدمت گزار تھے۔"
(حیات طیبہ صفحہ ۸۴ بحوالہ نور الصباح صفحہ ۱۵۷ حصہ اول)

۷) مسعود احمد غیر مقلد لکھتے ہیں:
"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تو صرف ایک مرتبہ بچپن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا لیکن امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تو ساری زندگی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں گزری۔" (خلاصہ تلاشِ حق ص ۲۷)

محدثین کرام کی شہادتیں:

متعدد غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ محدثین کسی کے مقلد نہ تھے۔ (اوکاڑوی کا تعاقب صفحہ ۵۲ سراج محمدی صفحہ ۳ رفع العجاجہ جلد ۱، صفحہ ۳۶) وغیرہ۔
چونکہ غیر مقلدین کے نزدیک محدثین انہی کے ہم مذہب تھے، اس لئے یہاں ان کی بھی چند ایسی شہادتیں نقل کی جاتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے واشگاف الفاظ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو "تابعی" قرار دیا ہے۔

۸) حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
ولد فی سنة ثمانین فی خلافة عبدالملك بن مروان بالكوفة وذلك فی حیاة جماعة من الصحابه رضی الله عنهم وكان من التابعین لهم ان شاء الله باحسان فانه صح انه رأى انس بن مالك اذا قدمها انس قال محمد بن سعد حدثنا سیف بن جابر انه سمع ابا حنیفة یقول رأیت انساً رضی الله تعالیٰ عنه.
"ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ ھ میں عبدالملک بن مروان کی خلافت میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور اس وقت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت زندہ تھی تو اس لحاظ سے وہ ان شاء اللہ اخلاص کے ساتھ تابعین میں شامل ہیں۔ سو بلاشبہ یہ صحیح ہے کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو جب وہ کوفہ تشریف لائے دیکھا ہے، امام

محمد بن سعد فرماتے ہیں مجھ سے سیف بن جابر نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔" (مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبیہ ص ۷)

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

الذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے کئی مقامات پر کھل کر تقلید کی مخالفت کی" (علمی مقالات ج ۳، ص ۵۶)

۹) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"ادرك الامام ابو حنيفة جماعة من الصحابة لانه ولد بالكوفة سنة ثمانين من الهجرة وبها يومئذ من الصحابة عبدالله بن ابی اوفی... وبالبصرة يومئذ انس بن مالك۔

(مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۸۳)

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک جماعت کو دیکھا ہے کیونکہ وہ کوفہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اس وقت کوفہ میں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ موجود تھے اور بصرہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے۔"

زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

مشہور اہلحدیث عالم اور محدث کبیر حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

(الحدیث شمارہ نمبر ۹۰، ص ۲۷)

"ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہونا ثابت نہیں، بلکہ تقریب وغیرہ کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے وہ غیر مقلد تھے۔" (اوکاڑوی کا تعاقب ص ۵۴)

۱۰) حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لانه ادرك عصر الصحابة ورأى انس بن مالك قيل وغيره وذكر بعضهم انه روى عن سبعة من الصحابة فالله تعالىٰ اعلم۔ (البداية والنهاية ج۱، ص۱۰۷)

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا ہے اور انس بن مالک کو دیکھا اور کہا گیا ہے کہ ان کے علاوہ اوروں کو بھی دیکھا ہے اور بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے انہوں نے روایت کی ہے، (واللہ تعالیٰ اعلم)

ڈاکٹر عبداللہ دامانوی غیر مقلد لکھتے ہیں: ''اہل علم نے تو ہر دور میں تقلید کی مخالفت کی ہے۔ مثلاً حافظ ابن کثیر۔'' (مقدمہ نور العینین ص ۲۶ علی زئی)

الانتباہ:

ہمارے نزدیک محدثین کرام بعض مجتہد تھے اور بعض مقلد ان سے جو تقلید کی مذمت منقول ہے اس سے مراد مذموم تقلید ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تابعی ہونے پر غیر مقلد علماء اور ان محدثین کرام کی (جن کو غیر مقلدین اپنا ہم مسلک قرار دیتے ہیں) شہادتیں ملاحظہ فرمالینے کے بعد اب زبیر علی زئی غیر مقلد کا کلام پڑھیں وہ لکھتے ہیں:

''تراب الحق رضا خانی نے اپنی کتاب میں بہت زیادہ جھوٹ بولے ہیں۔ مثلاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو تابعی قرار دیا۔'' (علمی مقالات ج ۴ ص ۲۱۸)

اب قارئین کرام خود فیصلہ فرمائیں کہ اگر امام صاحب کو تابعی قرار دینا جھوٹ ہے تو ان غیر مقلد علماء اور مذکورہ بالا محدثین کرام کے متعلق کیا حکم ہے۔ جنہوں نے حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تابعی لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ضد اور عناد سے ہٹ کر حق بات کو قبول کرنے والا بنائے۔ (آمین)

شب برائت کی فضیلت ......اور......غیر مقلد علماء

مفتی رب نواز ....دار العلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ

غیر مقلدین کے شیخ الحدیث مولانا یونس دہلوی کی تحقیق:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: شعبان کی پندرھویں رات کو قیام کرو۔ یعنی تہجد پڑھو اور دن کو روزہ رکھو۔ اس رات اللہ تعالیٰ آفتاب کے غروب ہوتے ہی آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے کوئی بندہ ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے؟ اور میں اسے معاف کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے رزق مانگے؟ اور میں اسے روزی دوں۔ کوئی مصیبت زدہ ہے؟ جو مجھ سے مصیبت کے رفع ہونے کی درخواست کرے اور میں اس کی مصیبت کو دور کروں۔

(ابن ماجہ)

اس رات میں اللہ تعالیٰ اکثر گنہگاروں کو بخشتا ہے۔ مگر چند بدنصیب ایسے ہیں کہ ان کی مغفرت اس رات میں نہیں ہوتی وہ لوگ یہ ہیں:

(۱) مشرک (۲) کینہ ور (۳) رشتے ناطے کا قطع کرنے والا (۴) جس کا پائجامہ یا تہہ بند ٹخنے سے نیچے ہوا (۵) ماں باپ کا نافرمان (۶) ہمیشہ شراب پینے والا۔ (بیہقی)

افسوس ایسے مبارک مہینے کو مسلمان لہو ولعب اور آتش بازی و دیگر خرافات میں گزارتے ہیں۔ حلوے مانڈے کی فضول رسم میں پڑ گئے ہیں۔ جن کا شریعت میں کوئی ثبوت و پتہ نہیں ہے۔ (دستور المتقی ص ۲۵۴، مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنگ ہاؤس لاہور)

عبدالسلام بستوی صاحب کا خطبہ:

عبدالسلام بستوی صاحب غیر مقلد کے خطبات میں ''خطبہ نمبر ۴۱ فضائل شعبان ہے۔ انہوں نے اپنے اس خطبہ میں متعدد احادیث نقل کی ہیں ان میں سے

آخری روایت درج ذیل ہے:

امام بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا آج کی رات شعبان کی پندرہویں رات ہے اس رات میں اللہ تعالیٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کے شمار کے برابر دوزخیوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور اس رات میں مشرک کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھتا، اور نہ کینہ پرور کی طرف دیکھتا ہے اور نہ رشتہ کاٹنے والوں کی طرف دیکھتا ہے اور نہ ٹخنے سے نیچے پائجامہ لٹکانے والے کی طرف دیکھتا ہے اور نہ ماں باپ کے نافرمان کی طرف دیکھتا ہے اور نہ شراب پینے والے کی طرف دیکھتا ہے۔ (بیہقی)

ان حدیثوں سے شعبان کی فضیلت اور شب براءت کی فضیلت معلوم ہوتی ہے لیکن اکثر حدیثیں ضعیف ہیں تاہم متعدد طرق سے آنے کی وجہ سے مجموعی طور پر طاقت آجاتی ہے جس سے اس رات کی ایک حد تک فضیلت ثابت ہوتی ہے لیکن کسی خاص عبادت کا بیان اس میں نہیں ہے۔ (اسلامی خطبات جلد ۱ صفحہ ۴۴۰ تا ۴۴۲)

اسماعیل سلفی صاحب کی رائے:

مشکوٰۃ شریف میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ہے جس میں شب برأت کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۵ باب قیام شہر رمضان)

غیر مقلدین کے ''امام العصر'' اسماعیل سلفی صاحب، مذکورہ حدیث کے تحت ''نصف شعبان کی فضیلت میں'' عنوان قائم کرکے لکھتے ہیں۔

''اس مرسل کی سند اچھی ہے، اس حدیث کی تائید اور بھی کئی حدیثوں سے ہوتی ہے۔'' (شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۸۱۶)

سلفی صاحب نے ''نصف شعبان کو بخشش سے محروم کون ہیں'' عنوان قائم کرکے آٹھ اشخاص کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں:

نصف شعبان کو پڑھنے کی دعائیں:

بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ وہ اس رات میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عنا۔

وحید الزمان صاحب کا اعتراف:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے باب ”ماجآء فی لیلة النصف من شعبان“ قائم کیا ہے۔ اس باب کے تحت امام اہلحدیث وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

”یہ رات بھی متبرک ہے اور اس کی فضیلت میں کئی حدیثیں وارد ہیں گو ان کی اسناد میں ضعف ہے بعض روایتوں میں ہے کہ یہ رات جائزہ کی ہے سال بھر میں جو کچھ ہونا ہوتا ہے جیسے مرنا، جینا، پیدا ہونا سب اس رات کو لکھ دیا جاتا ہے بہر حال اس رات کو عبادت اور ذکر الٰہی کرنا چاہیے۔ پندرہویں تاریخ کو بعض اگلے بزرگوں سے منقول ہے کہ وہ شب برأت میں یہ دعا:

اللهم ان كنت كتبتنا اشقياء فامحه و اكتبنا سعداء وان كنت كتبتنا سعداء فاثبتنا فانك تمحو من تشاء و عندك ام الكتاب۔

(سنن ابن ماجہ مترجم ج ۱، ص ۶۸۸ کا حاشیہ ناشر اسلامی اکادمی لاہور)

مولانا محی الدین صاحب کا اقرار:

مشہور غیر مقلد عالم مولانا محی الدین صاحب شب براۃ کی فضیلت میں ایک روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اور حدیث میں یہ بھی ہے جو پانچ راتیں شب بیداری کرتا ہے یعنی رات میں عبادت و ذکر کرتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ ذی الحجہ کی آٹھویں اور نویں رات قربانی کی رات اور عید الفطر اور شعبان کی پندھویں رات۔

(محمدی زیور المعروف بہ فقہ محمدیہ صفحہ ۵۸۱، مطبوعہ مکتبہ ثنائیہ بلاک نمبر ۱۹ سرگودھا)

نوٹ: آج کل غیر مقلدین شب براۃ کے فضائل کا انکار اس لئے کرتے ہیں کہ اس کے فضائل میں نقل ہونے والی تمام روایات غیر مقبول ہیں۔ ذیل میں ہم اس دعویٰ کی تردید علمائے غیر مقلدین سے پیش کرتے ہیں تاکہ حقیقت واضح ہو جائے۔

عبدالرحمن مبارکپوری کا اعلانِ حق:

غیر مقلدین کے بہت بڑے محدث عبدالرحمن مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں۔

اعلم انه قد ورد فی فضیلة نصف الشعبان عدة احادیث مجموعها یدل علی ان لها اصلا۔

جان لو کہ بلاشبہ یقیناً نصف شعبان کی فضیلت کے متعلق کئی حدیثیں وارد ہوئی ہیں جن کا مجموعہ دلالت کرتا ہے کہ ان حدیثوں کی کوئی نہ کوئی اصل ہے۔

(تحفۃ الاحوذی جلد ۲ صفحہ ۵۲)

پھر متعدد حدیثیں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فهذه الاحادیث بمجموعها حجة علی من زعم انه لم یثبت فی فضیلة النصف من شعبان شیء۔

ان تمام حدیثوں کا مجموعہ ان لوگوں کے خلاف حجت ہے جن کا گمان ہے کہ نصف شعبان کی فضیلت کے متعلق کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔

(تحفۃ الاحوذی جلد ۲ صفحہ ۵۳ بحوالہ ارمغانِ حق صفحہ ۳۱۵)

ناصر الدین البانی کا نعرہ حق:

سنن ترمذی میں حدیث ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب آسمان دنیا کی طرف نزولِ اجلال فرماتے ہیں اور بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ (ترمذی جلد ا صفحہ ۱۵۶)

غیر مقلدین کے ''امام المحدثین'' ناصر الدین البانی صاحب، اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

وجملة القول ان الحديث لمجموع هذه الطرق صحيح بلا ريب و الصحة تثبت باقل منها ما دامت سالمة من الضعف الشديد كما هو الشان فى هذا الحديث۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ حدیث کی صحت تو ان طرق سے کم سے بھی ثابت ہو جاتی ہے جب تک کہ وہ ضعف شدید سے سلامت رہے جیسا کہ اس حدیث کا معاملہ ہے۔" (سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ جلد ۳ صفحہ ۱۳۸)

البانی صاحب اس مقام پر موضوع سے متعلقہ ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں "فالحدیث حسن، پس یہ حدیث حسن ہے۔"......ایک حدیث کے متعلق لکھا: لاباس باسنادہ۔ اس کی سند میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔" (ایضاً)

حمدی عبد المجید سلفی کا تبصرہ:

حمدی عبد المجید سلفی صاحب شب برأت کی فضیلت پر مشتمل ایک حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

قال شيخنا فى تعليقه على رسالة ليلة النصف من شعبان (ص:۲)

و هو حديث صحيح لشوا هده الكثيرة........ فهذه الطرق الكثيرة لايشك من وقف عليها ان الحديث صحيح لا سيما و بعض طرقه حسن لذاته كحديث معاذ و ابى بكر رضى الله عنهما۔

ہمارے شیخ "لیلۃ النصف من شعبان" نامی رسالہ پر اپنی تعلیق میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اس کے بہت سے شواہد ہیں...... یہ اس قدر کثیر طرق ہیں کہ ان پر مطلع ہونے والے کو پھر اس حدیث کی صحت میں شک نہیں رہتا بالخصوص اس صورت میں کہ اس کے بعض طرق حسن لذاتہ ہیں جیسے حضرت معاذ بن

جبل اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی حدیث۔

(معجم طبرانی کبیر جلد ۲۰ صفحہ ۱۰۸، ح ۲۱۵ کا حاشیہ مطبوعہ ادارہ احیاء التراث العربیہ)

شیخ شعیب الارنؤوط کا تجزیہ:

شیخ شعیب ارنؤوط غیر مقلد محقق، شب برأت کی فضیلت میں وارد ایک حدیث کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"حدیث صحیح بشواھدہ، یہ حدیث اپنے شواہد کی وجہ سے صحیح ہے۔"

(صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان جلد ۱۲ صفحہ ۴۸۱ ح ۵۶۶۵ کا حاشیہ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ بیروت)

❁❁❁

آمین بالشر کسی امام کا مذہب نہیں

محمد جنید اصغر

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ایک مقام پر ایسے ہی اختلاف میں ایک انگریز تحقیقات کے لئے متعین ہوا اور اس نے اپنے فیصلہ میں عجیب بات لکھی کہ آمین کی تین قسمیں ہیں۔

ایک آمین بالجہر یہ شافعیہ کا مذہب ہے اس کی تائید میں احادیث وارد ہیں، ایک آمین بالسر یہ حنفیہ کا مذہب ہے۔ اس میں بھی حدیثیں وارد ہیں، ایک آمین بالشر یہ کسی امام کا مذہب نہیں اور نہ اس میں کوئی حدیث وارد ہے، اس لئے اس سے منع کیا جانا چاہئے۔ غرض بعض کو عبادات میں بھی شر اور فساد ہی مقصود ہوتا ہے۔

(ملفوظات حکیم الامت ج ۵، ص ۱۵۴)

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام نیک کام صرف اپنی رضا کے لئے کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

عیدین کی چھ زائد تکبیریں مسنون ہیں

غربائے اہلحدیث کے ایک فتوے پر ناقدانہ تبصرہ

مفتی رب نواز............دار العلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ

غیر مقلدین کے ''امام العصر'' جناب اسماعیل سلفی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرات دیو بند پہلی دو بیماریوں سے قریباً محفوظ ہیں گالیاں نہیں دیتے، جھوٹ نہیں بولتے۔'' (حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۷)

مشہور غیر مقلد زبیر علی زئی نے اِس کتاب کو بہترین کتاب قرار دیا ہے۔ دیکھئے (توضیح الاحکام ج ۱، ص ۷۰، اشاعت اکتوبر ۲۰۰۹ء مکتبہ اسلامیہ)

یہ مخالف کے گھر کی گواہی ہے کہ احباب دیو بند جھوٹ جیسی برائی سے الحمدللہ محفوظ ہیں والفضل ما شھدت بہ الاعدآء۔

اس حقیقت کے برخلاف غیر مقلدین میں ایک طبقہ ایسا بھی موجود ہے جو علمائے دیو بند کی طرف وقتاً فوقتاً جھوٹ منسوب کرتا رہتا ہے، لیکن جب غور کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ علمائے دیو بند سچے ہیں اور ان کی طرف جھوٹ کو منسوب کرنے والا غلطی پر ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر کیا صفائی ہوسکتی ہے کہ علمائے دیو بند کے سچے ہونے پر اور ان کی طرف جھوٹ کو منسوب کرنے والے غیر مقلد کے غلط کار ہونے پر خود علمائے غیر مقلدین گواہیاں پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

عیدین کی چھ تکبیروں کو مسنون کہنے پر جھوٹ کا الزام:

غیر مقلدین کا ایک فرقہ ''امامیہ'' ہے جو عرفِ عام میں ''غربائے اہلحدیث'' کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اس فرقہ کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ ''فتاویٰ

ستاریہ'' کے عنوان سے مطبوع ہے۔ ان کے ایک ''مفتی صاحب'' لکھتے ہیں:

''یہ جو آج کل لوگوں میں صلوٰۃ عیدین کی تکبیریں چھ مروج ہیں یہ بالکل بدعت اور سب گمراہی ہیں...... اور یہ جو چھ تکبیریں ہیں یہ مذہبی تکبیر گھڑی گھڑائی ہیں، خدا اور رسول کی طرف سے یہ حکم قطعاً نہیں اور جو کوئی کہتے ہیں کہ یہ حکم خدا اور رسول کا ہے تو وہ بڑا کاذب بلکہ اکذب ہے۔'' (فتاویٰ ستاریہ ج ا، ص ۱۱۸)

مذکورہ بالا فتویٰ میں عیدین کی چھ زائد تکبیروں کو بدعت، گمراہی، گھڑی گھڑائی، غیر مسنون بتایا ہے اور اسے مسنون قرار دینے والے کو کاذب (جھوٹا) کہا ہے پھر اس سے بڑھ کر ''اکذب'' قرار دیا یعنی وہ سب سے بڑا جھوٹا ہے۔

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سارا فتویٰ دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے داغا ہے ورنہ چھ زائد تکبیروں کا ثبوت حدیث نبوی اور آثار صحابہ سے ملتا ہے۔

ابو عبدالرحمٰن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی صحابی نے بتایا۔

صلی بنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم عید فکبر اربعا واربعاً ثم اقبل علینا بوجھہ حین انصرف فقال لا تنسوا کتکبیر الجنائز واشار باصابعہ وقبض ابہامہ۔

''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز عید پڑھائی تو چار چار تکبیریں کہیں جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم بھول نہ جانا عید کی تکبیریں جنازہ (کی تکبیروں) کی طرح چار ہیں اور آپ نے ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور انگوٹھا بند کر لیا۔''

(طحاوی ج ۲، ص ۴۳۸...... دوسرا نسخہ مصریہ ج ۴، ص ۳۴۵)

اس حدیث میں پہلی رکعت میں ایک تکبیر، تکبیر تحریمہ ہے اور باقی تین زائد تکبیریں اور دوسری رکعت میں تین زائد تکبیروں کے ساتھ چوتھی رکوع کی تکبیر ہے، دونوں رکعتوں کی زائد تکبیریں چھ ہوئیں۔

یہ حدیث درج کرنے کے بعد امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هذا حديث حسن الاسناد　　یہ حدیث حسن الاسناد ہے۔

اعتراض:

اس کی سند میں الوضین بن عطاء ہے جس پر کلام کیا گیا ہے۔

جواب:

مبشر احمد ربانی غیر مقلد، اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”صحیح بات یہی ہے کہ یہ راوی حسن الاسناد ہے جس طرح امام طحاوی نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے اسی طرح علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کو سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۲۹۹۷ میں ذکر کیا ہے اور امام طحاوی کی تائید کی ہے۔ علاوہ ازیں آثارِ صحابہ سے بھی اس کی تائید ہے جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، طحاوی میں موجود ہے۔“ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۳، ص ۱۷۸)

عن عبدالله بن الحارث انه صلى خلف ابن عباس رضی اللہ عنہ في العيد فكبر اربعا ثم قرأ ثم كبر فركع ثم قام في الثانية فقرأ ثم كبر ثلاثا ثم كبر فركع

”حضرت عبداللہ بن حارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پیچھے عید کی نماز پڑھی تو انہوں نے پہلے چار تکبیریں کہیں پھر قرأت کی پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا، پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو پہلے قرأت کی پھر تین تکبیریں کہیں پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔“ (طحاوی ج ۲، ص ۴۳۹)

اس اثر میں پہلی رکعت میں چاروں تکبیروں میں سے ایک تحریمہ کی تکبیر ہے۔ اس اثر سے بھی عیدین کی زائد چھ تکبیروں کا ثبوت مل رہا ہے۔

داؤد ارشد صاحب غیر مقلد اس اثر کے تحت لکھتے ہیں:

”بلاشبہ مذکورہ اثرِ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند صحیح ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے

درایہ میں صراحت کی ہے۔" (حدیث اور اہل تقلید ج ۲، ص ۱۳۳)

چونکہ چھ زائد تکبیروں کا ثبوت حدیث نبوی اور آثار صحابہ سے ملتا ہے۔ اس لئے ناصر الدین البانی غیر مقلد نے اسے حق قرار دیا ہے۔

(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ج ۶، حدیث نمبر ۲۶۳ا)

مبشر ربانی غیر مقلد نے بھی صراحۃً لکھ دیا ہے:

"احناف کے پاس دلائل صحیحہ موجود ہیں۔" (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۳ ص ۱۷۸)

جب بات یونہی ہے کہ چھ تکبیروں کا ثبوت حدیث نبوی اور آثارِ صحابہ میں موجود ہے تو ثابت ہوا کہ غرباء اہلحدیث کے "مفتی" کا فتویٰ غلط ہے۔ جو انہوں نے ان تکبیروں کو بدعت اور ان کے قائل کو کاذب و اکذب قرار دیا ہے۔ اس فتویٰ کے غلط ہونے کی داؤد ارشد صاحب غیر مقلد ان الفاظ میں تصریح کرتے ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے چھ تکبیریں کہنی بلاشبہ ثابت ہیں، انہیں بدعت قرار دینا بڑی جرأت ہے ہم اس سے اپنی برأت کا اظہار کرتے ہیں۔" (حدیث اور اہل تقلید ج ۲، ص ۶۳۵)

غرباء والوں کو داؤد غزنوی صاحب کا فتویٰ بھی سنا دیتے ہیں وہ لکھتے ہیں:

"جو چیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو اسے بدعت کہنا بڑی جرأت ہے اور فقہی مسائل میں غلو کا ایسا مقام ہے جسے کوئی بھی صاحب علم و بصیرت پسند نہیں کرسکتا۔" (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۶، ص ۲۵۴)

جارح کی خود اپنی شناخت:

ارشاد الحق اثری غیر مقلد لکھتے ہیں:

"کبھی توثیق کے مقابلے میں جارح خود مجروح ہوتا ہے یا سنداً جرح قابل اعتبار نہیں ہوتی ایسی صورت میں جرح قابل قبول نہیں ہوتی۔"

(اعلاء السنن فی المیزان ص ۲۳۵)

چھ تکبیروں کو مسنون قرار دینے والوں کو کاذب و اکذب قرار دینا اس وجہ سے بھی غلط ہے کہ جارح کا تعلق فرقہ امامیہ المعروف غربائے اہلحدیث ہے اور یہ فرقہ خود غیر مقلدین کی جرح کی رو سے انتہائی مجروح ہے۔ مثلاً محمد جونا گڑھی صاحب غیر مقلد اس فرقہ کے اماموں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ان دلائل پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے ان جھوٹے اماموں کا ساتھ چھوڑ کر ظل محمدی میں آجایئے۔ (ظل محمدی عرف امامت محمدی ص ۱۵، مشمولہ رسائل اہلحدیث جلد اول)

مزید دیکھئے، تحریک جماعت اسلامی اور مسلک اہلحدیث ص ۹۰ داؤد راز، بیاض الاربعین ص ۲۴، تبصرہ صادق سیالکوٹی۔

دوہرا معیار

(میاں کاشف رشید)

مشہور غیر مقلد عالم زبیر علی زئی بیس رکعت تراویح کی ایک دلیل کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ حافظ ابن حجر اور شوکانی سے مؤطا کی جس روایت (وفی الموطا من طریق یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید انہا عشرون رکعة) کا تذکرہ کیا ہے براہ مہربانی مؤطا سے نکال کر ہمیں دکھادیں۔ ناموں کا رعب ہم پر جمانے کی کوشش بے سود ہے۔ اصل کتاب سے محولہ عبارت پیش کریں اور اگر نہ کرسکیں تو......! (تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ ص ۱۷ ناشر جماعت اہلحدیث حضرو)

دوسری جگہ اپنے موقف کی دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں جناب السائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔

(سنن سعید بن منصور بحوالہ الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۳۴۹ حاشیہ آثار السنن ص ۲۵۰، تعداد رکعات قیام رمضان ص ۳۳)

گزارش ہے آپ اپنے اصول (اصل کتاب سے محولہ عبارت پیش کریں) کے تحت سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے گیارہ رکعت والی روایت جو سنن سعید بن منصور سے نقل کی ہے ہم آپ سے آپ کے اپنے الفاظ میں پوچھتے ہیں۔ براہِ مہربانی ''سنن سعید بن منصور'' سے نکال کر ہمیں دکھادیں، ناموں کا رعب ہم پر جمانے کی کوشش بے سود ہے۔ اصل کتاب سے محولہ عبارت پیش کریں اور اگر نہ کرسکیں تو......!

عقیدۂ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مفتی رب نواز صاحب (دارالعلوم فتحیہ) احمد پور شرقیہ

داؤد ارشد غیر مقلد لکھتے ہیں:

"دیو بندی مکتب فکر میں حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقیدہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تقلید سے آیا ہے یہ تمام تقلیدی آفات ہیں۔" (تحفہ حنفیہ ص ۲۱۰)

جواب: عقیدۂ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیثوں سے ثابت ہے اہلسنت دیو بند نے یہ عقیدہ احادیث سے اخذ کیا ہے نہ کہ قادیانی ملعون کی تقلید سے اسے اپنایا ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ غیر مقلدین کے اکابر بھی اس عقیدہ کے قائل ہیں چند شہادتیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) قاضی شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

انه صلى الله عليه وسلم حى فى قبره وروحه لا تفارقه الماصح ان الانبياء احياء فى قبورهم

(تحفۃ الذاکرین شرح حصن حصین صفحہ ۲۸ طبع قصہ)

"شوکانی صاحب عقیدۂ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحیح حدیث سے اخذ شدہ مسئلہ بتا رہے ہیں مگر داؤد ارشد صاحب اسے تقلیدی آفات باور کرا رہے ہیں۔"

(۲) غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبر میں زندہ ہیں خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو عند القبر درود بھیجتا ہے میں اسے سنتا ہوں اور دور سے پہنچایا جاتا ہے چنانچہ مشکوٰۃ وغیرہ کتب حدیث سے واضح ہوتا ہے لیکن کیفیت حیات کی اللہ تعالیٰ جانتا ہے اوروں کو اس کی کیفیت بخوبی معلوم نہیں۔"

(فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۵۲)

میاں صاحب تو عقیدۂ حیات کو حدیث کا مسئلہ بتا رہے ہیں۔ مگر داؤد ارشد

صاحب اسے مرزائی تقلید کہہ رہے ہیں۔

(۳) غیر مقلدین کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

وجملہ اموات زمؤمنین و کفار از حصول علم و شعور و ادراک و سماع و عرض اعمال و رد جواب بر زائر برابر اند تخصیص بانبیاء و صلحاء نیست (دلیل الطالب ص،۸۸۶)

''تمام مردے عام اس سے کہ وہ مومن ہوں یا کافر علم، شعور، ادراک، سننے، اعمال کے پیش ہونے اور زیارت کنندہ کے سلام کا جواب دینے میں برابر اور یکساں ہیں اس میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور صلحاء کی کوئی تخصیص نہیں۔''

نواب صاحب نے نہ صرف انبیاء کی حیات کو تسلیم کیا ہے بلکہ عام مردوں حتیٰ کہ کافروں کے متعلق بھی درج ذیل اوصاف مانتے ہیں (۱) علم (۲) شعور (۳) ادراک (۴) سماع (۵) زائر کے سلام کا جواب دینا۔

اب معلوم نہیں کہ داؤد ارشد صاحب، اپنی جماعت کے مجدد نواب صاحب پر کیا فتویٰ لگائیں گے؟

(۴) جماعت غرباء اہلحدیث کے مفتی، جناب عبدالقہار صاحب لکھتے ہیں:

''نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر پر جا کر درود و سلام پڑھا جائے تو آپ سنتے ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔'' (فتاویٰ ستاریہ ج ۴، ص ۱۱۷)

مگر داؤد ارشد صاحب ہیں کہ وہ ان حدیثوں کے انکار کو عمل بالحدیث سمجھ رہے ہیں۔

(۵) علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''پیغمبر اسی دنیاوی جسم کے ساتھ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور جب زندہ ہوئے تو ہر ایک بات کو سمجھ سکتے ہیں اور سن سکتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب کوئی میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجے گا تو میں خود سن لوں گا اور جو

دور سے بھیجے گا تو فرشتے مجھ کو پہنچا دیں گے۔ ان حدیثوں سے صاف یہ کھلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور قبر کے پاس درود اور سلام پڑھنا بہ نفس نفیس سنتے ہیں اور اس پر تمام ائمہ اہل حدیث کا اتفاق ہے۔"
(رفع العجاجہ ج۱ص ۸۱۴)

داؤد ارشد صاحب! کیا ان تمام ائمہ حدیث کو بھی مرزا قادیانی کی تقلید کا طعنہ دیں گے؟

علامہ وحید الزمان صاحب اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

"حق یہ ہے کہ اگر کوئی قبر شریف (کے) پاس یوں کہے السلام علیک یا رسول اللہ تب تو جائز ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور زائر کا سلام سنتے ہیں۔" (تیسیر الباری ج۸ ص ۱۷۹)

علامہ صاحب جس بات کو حق کہہ رہے ہیں داؤد ارشد صاحب اسی "حق بات" کا انکار کر رہے ہیں۔

مذکورہ کتب کے علاوہ غیر مقلدین کی درج ذیل کتابوں میں حیات النبی ﷺ کے مسئلہ کو تسلیم کیا گیا ہے۔ نیل الاوطار ج ۳، ص ۲۶۴ وغیرہ۔ رحمۃ المهداۃ الی من یرید ترجمۃ المشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۴۰۳، عون المعبود جلد ۱ صفحہ ۴۰۶ التعلیقات السلفیہ علی سنن النسائی جلد ۱ صفحہ ۲۳۷ رسالہ درود شریف صفحہ ۱۶

جس کے پاس مذکورہ کتابیں نہ ہوں وہ ان کے اقتباسات کو تسکین الصدور صفحہ ۲۶۲ تا ۲۶۴ پر ملاحظہ کر سکتا ہے۔

مرزا قادیانی کا مقلد کون؟

عقیدۂ حیات النبی ﷺ قادیانی ملعون کی پیدائش سے صدیوں پہلے امت میں مسلمہ چلا آ رہا ہے لیکن داؤد ارشد صاحب اس عقیدہ میں علمائے دیوبند کو قادیانی ملعون کا مقلد قرار دے کر غلط بیانی کر رہے ہیں۔ ہم انہیں آگاہ کرتے ہیں کہ مرزا

قادیانی کا مقلد کون ہے ملاحظہ فرمائیں:

''محمد حسین بٹالوی غیر مقلد، سردار اہلحدیث ثناء اللہ امرتسری کو مرزا قادیانی کا مقلد قرار دیتے ہیں۔''

چنانچہ بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

''ثناء اللہ بھی شاید بتقلید اپنے امام قادیانی کے جو قصص و اخبار میں حقیقت شرعیہ کے لغت پر مقدم نہ رکھنے میں اس کے شاگرد و پیرو ہے۔''

(اشاعۃ السنۃ ج ۲۳ ص ۳۲۲)

بٹالوی صاحب کی تصریح کے مطابق مرزا قادیانی ثناء اللہ امرتسری کا امام ہے اور وہ ان کا مقلد، اب رہی یہ بات کہ امرتسری صاحب نے ان کی تقلید کس حد تک کی ہے وہ ان کی تفسیر پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ سردست بٹالوی صاحب کا ایک اقتباس پڑھتے چلیں۔

بٹالوی صاحب لکھتے ہیں، تفسیر امرتسری کو تفسیر مرزائی کہا جائے تو بجا ہے۔ اس کا مصنف اس تفسیر سراپا الحاد و تحریف میں پورا مرزائی، پورا چکڑالوی اور چھٹا ہوا نیچری ہے۔'' (الاربعین ص ۴۳، مشمولہ رسائل اہلحدیث ج ۱)

بٹالوی صاحب نے سردار اہلحدیث ثناء اللہ امرتسری کو پورا مرزائی کہا ہے۔ یعنی سر سے لے کر پیروں تک مرزا قادیانی کا مقلد کہا ہے لیکن داؤد ارشد صاحب اسی امرتسری کو امت محمدیہ کا ہیرو قرار دے رہے ہیں۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۷۶)

قربانی پہلے دن کرنا افضل ہے

مفتی رب نواز مدظلہ: دارالعلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ

پاک و ہند کے عام غیر مقلدین کی رائے ہے کہ قربانی کے دن (۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ) چار ہیں۔ چوتھے دن کو قربانی کے دنوں میں شامل کرنا دلیل کے اعتبار سے کمزور بات ہے مگر غیر مقلدین اسے جائز بلکہ کئی احباب مسنون قرار دیتے ہیں۔ کچھ لوگ چوتھے دن قربانی کرنے کو افضل کہتے ہیں اور بعض نے تو حد کر دی ہے ان کا کہنا ہے کہ چوتھے دن قربانی کرنا چونکہ مردہ سنت کو زندہ کرنا ہے اس لیے سو شہید کا ثواب ملتا ہے۔ مثلاً ابوالکلیم محمد اشرف سلیم صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔

”جس طرح عید کے دوسرے اور تیسرے دن قربانی کرنا مسنون ہے اسی طرح چوتھے دن ۱۳ ذوالحجہ کو بھی قربانی کرنا مسنون ہے دیگر دلائل کے علاوہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی صراحت کے مطابق ایک ٹھوس حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی بھی ہے جو کہ مرفوع، متصل اور صحیح ہے۔ صاحب استطاعت مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ عید الاضحیٰ (پہلے دن) کے علاوہ بھی چوتھے دن قربانی کر کے مردہ سنت کو زندہ کریں اگر کوئی پھر بھی بدعتی اعتراض کرے تو اس کو پوری جرأت سے کہہ دو کسی کا ہو رہے کوئی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہو رہے ہم۔“ (یک فی صد مسائل قربانی، امام الانبیاء کی زبانی ص ۱۸)

چوتھے دن قربانی پر سو شہید کا وعدہ یا اسے مسنون قرار دینا تو کیا اس کا جواز بھی محلِ نظر ہے۔ اشرف سلیم صاحب کے زعم میں اس پر ”دلائل“ ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کا ثبوت نہ تو حدیث میں ہے اور نہ ہی آثار صحابہ سے۔

اشرف سلیم صاحب جسے ٹھوس، متصل اور صحیح حدیث باور کرا رہے ہیں وہ خود علماء غیر مقلدین کی تصریحات کے مطابق ضعیف ہے۔ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔

"خلاصۃ التحقیق: ایام تشریق میں ذبح والی روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف ہے لہٰذا اسے صحیح یا حسن قرار دینا غلط ہے۔"

(توضیح الاحکام جلد ۲ ص ۱۷۹)

یاد رہے کہ مسند احمد وغیرہ میں موجود حدیث **کل ایام التشریق ذبح** ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ) سارے کے سارے ذبح کے دن ہیں۔ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (ماہنامہ السنۃ جہلم شمارہ نمبر ۲ ص ۳۵)

محمد بشیر سہسوانی غیر مقلد نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث جلد ۱۳، ص ۱۷۸)

اسماعیل سلفی صاحب غیر مقلد اقرار کرتے ہیں کہ یہ حدیث استدلال کی بنیاد نہیں بلکہ مؤید ہے۔ (حوالہ مذکورہ ص ۱۷۱)

معلوم ہوا کہ چوتھے دن قربانی کا جواز از روئے دلیل ثابت نہیں، لہٰذا اسے مسنون قرار دینا غلط ہے اور اس پر سو (۱۰۰) شہید کے ثواب کی فضیلت چسپاں کرنا باطل اور ایجاد بندہ ہے۔ یہ اپنے کمزور مسلک کے پرچار کا ایک ڈھونگ ہے تاکہ لوگ سو شہید کی فضیلت کے حصول میں چوتھے دن قربانی کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔

پہلے دن کی افضیلت پر دلائل:

اس کے بالمقابل پہلے دن (دسویں ذوالحجہ) کا افضل ہونا حدیث نبوی، اثر صحابی اور خود آل غیر مقلدیت کی تصریحات سے ثابت ہے۔

۱۔ پہلے دن افضیلت کی پہلی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل ہے کہ آپ دسویں

ذوالحجہ کو قربانی کیا کرتے تھے۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اوّل ما نبدأ من یومنا ھذا ان نصلی ثم نرجع فننحر۔

آج (دسویں ذوالحجہ) کے دن کی ابتدا ہم نماز (عید) سے کریں گے پھر واپس لوٹ کر قربانی کریں۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۴۔ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۴)

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

”یہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اول دن قربانی کی ہے لہٰذا افضل اور بہتر یہی ہے کہ عید الاضحیٰ والے تین دنوں میں سے پہلے دن یعنی دسویں تاریخ کو قربانی کی جائے اور باقی دو دنوں میں قربانی کرنا جائز اور باعث اجر ہے۔“ (توضیح الاحکام ج ۲ ص ۱۷۵)

عبدالمنان نور پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل پہلے ہی دن کا ہے دس تاریخ کو ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قربانی کا جانور ذبح کرتے تھے۔ کوئی ایسی روایت نہیں ملتی جس میں یہ آیا ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گیارہ، بارہ، تیرہ تاریخوں کو بھی اپنی قربانی کا جانور ذبح کرتے تھے۔ (چونکہ) عمل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہلے ہی دن کا ہے اور بہترین طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ہے (لہٰذا) پہلے دن میں قربانی کرنے کا ثواب اور اجر زیادہ ہے۔“ (مقالات نور پوری ص ۲۳۹)

دوسری دلیل قولی حدیث ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”ما العمل فی ایام افضل منھا فی ھذہ۔“ کسی اور دن میں عبادت ان (ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں) میں عبادت کرنے سے افضل نہیں۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۲)

عبدالمنان نور پوری غیر مقلد، اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں: پہلے دن دس تاریخ کو آدمی قربانی کرے تو اس کی فضیلت زیادہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: دوسرے دنوں کی نیکی ان دس دنوں کی

نیکی سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں۔ تو دس دن میں قربانی کا پہلا دن بھی آجائے گا۔ دسویں دن کی قربانی ان دس دنوں میں آجائے گی۔ گیارہ، بارہ، تیرہ تاریخ کی قربانی ان دس دنوں سے باہر ہے۔ اس عام حدیث کو آدمی سامنے رکھ کر غور کرے تو پتہ چل جائے گا کہ پہلے دن کی قربانی بعد والے دنوں کی قربانی سے زیادہ فضیلت والی ہے۔ (مقالات نور پوری ص ۲۳۹)

۳۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

"النحر یومان بعد النحر وافضلها یوم النحر۔

دسویں ذوالحجہ کے بعد قربانی کے دو دن ہیں اور ان میں سے افضل یوم النحر (دسویں ذوالحجہ) ہے۔ (احکام القرآن للطحاوی ۲/۲۰۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر غیر مقلد نے اس حدیث کو ''سندہٗ صحیح'' کہا اور زبیر علی زئی غیر مقلد نے اسے ''سندہ حسن'' قرار دیا اور دونوں نے اسے محلِ استدلال میں پیش کیا ہے۔ (ماہنامہ السنہ شمارہ نمبر ۲ ص ۳۵۔ توضیح الاحکام ج ۲ ص ۱۷۹)

غیر مقلدین کی شہادتیں:

متعدد آلِ غیر مقلدیت نے بھی پہلے دن (دسویں ذوالحجہ) قربانی کرنے کو افضل قرار دیا ہے۔

۱۔ زبیر علی زئی صاحب کی عبارت اوپر مذکور ہو چکی ہے۔

۲۔ غلام مصطفیٰ ظہیر صاحب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں۔

''دسویں ذوالحجہ کو قربانی کرنا افضل ہے۔'' (السنۃ ش ۲ ص ۳۵)

اور یہ دونوں حضرات چوتھے دن قربانی کے جواز کو نہیں مانتے ان کی تحقیق میں قربانی کے تین دن ہیں بندہ نے ان کے اقوال و فتاویٰ کو ایک مستقل مضمون ''تین دن قربانی، غیر مقلدین کی زبانی'' میں جمع کر دیا جو آٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔ عنقریب کسی رسالہ میں شائع ہوگا۔ ان شاء اللہ

۳۔ ابوالبرکات صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''عید کے چوتھے دن (قربانی) صرف جائز ہے۔ سنت نہیں لہٰذا مردہ سنت کو زندہ کرنے والی بات ہی غلط ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسرے اور چوتھے دن کبھی بھی قربانی نہیں کی لہٰذا یہ آپ کی سنت نہیں اور مردہ سنت کو زندہ کرنے والی بات جاہلوں والی بات ہے جس کے پیچھے کوئی دلیل نہیں ہے۔''

(فتاویٰ برکاتیہ صف ۲۷۸ بحوالہ متضاد فتوے ص ۱۸)

۴۔ عبدالستار حماد غیر مقلد لکھتے ہیں:

''واضح رہے کہ پہلے دن قربانی کرنے میں زیادہ فضیلت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی پر عمل پیرا رہے ہیں۔ لہٰذا بلاوجہ قربانی دیر سے نہ کی جائے اگرچہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ غرباء مساکین کو فائدہ پہنچانے کے لیے تاخیر کرنا افضل ہے لیکن یہ محض ایک خیال ہے جس کی کوئی منقول دلیل نہیں ہے۔''

(ہفت روزہ الحدیث ۳ مئی ۲۰۰۷ء)

۵۔ علی محمد سعیدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''قربانی صرف ۱۰ ذی الحجہ کو افضل، باقی جواز ہے۔''

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۴۷)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فعلی حدیث سے روز اوّل کی فضیلت ثابت ہوتی ہے لہٰذا روز اوّل قربانی افضل ہے۔'' (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۱۷۴)

۶۔ دستور المتقی کے غیر مقلد مؤلف لکھتے ہیں:

''اولیٰ و بہتر یہ ہے کہ دسویں تاریخ کو قربانی کی جائے کیونکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی تاریخ کو قربانی کرنا ثابت ہوا ہے۔ (دستور المتقی ص ۱۵۸)

۷۔ عبدالمنان نور پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''پہلے دن قربانی کرنے میں دوسرے......دنوں کی بنسبت ثواب زیادہ ہے۔''
(احکام ومسائل ج ۲ ص ۶۵۲)

۸۔ عبدالقادر حصاروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

دسویں تاریخ کو قربانیاں ذبح کرنا افضل ہے۔'' (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۶۲)

۹۔ عبداللہ روپڑی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''قربانی پہلے دن افضل ہے باقی دنوں میں جائز ہے اگر جواز کے ساتھ کوئی اور چیز مل جائے تو باقی دنوں میں بھی افضل ہوسکتی ہے، مثلاً یہ نیت ہو کہ گوشت غریبوں میں تقسیم کیا جائے تا کہ ان کی کئی دن گزر اوقات ہو جائے۔''
(فتاویٰ اہلحدیث ج ۲ ص ۹۷)

روپڑی صاحب کا پہلے دن کو افضل قرار دینا صحیح ہے اور باقی دنوں کو افضل کہنا ایسی بات ہے جس پر کوئی منقولی دلیل موجود نہیں جیسا کہ اوپر عبدالستار حماد کی زبانی مذکور ہوا۔

۱۰۔ پروفیسر عبداللہ بہاولپوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ثواب سب سے زیادہ پہلے دن کا ہے...... اگر کوئی تیرھویں کو قربانی کرے، اس کو بھی ثواب کم نہیں ملے گا۔'' (خطبات بہاولپوری ج ۲ ص ۲۵۰)

تیرھویں ذوالحجہ کے دن قربانی کی افضیلت تو کیا بلکہ اس کا جواز بھی ثابت نہیں جیسا کہ شروع مضمون میں ہم لکھ آئے ہیں۔

۱۱۔ ابوالکلام اشرف سلیم صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہ بھی یاد رہے کہ پہلے دن ہی قربانی دینا افضل ہے دلیل یہ ہے کیونکہ امام الانبیاء ﷺ نماز عید کے بعد سب سے پہلے یہی کام کرتے تھے...... بلکہ آنحضرت ﷺ نے خود ۱۰ ہجری حجۃ الوداع کے دن تقریباً ایک سو اونٹوں کی قربانی یوم النحر میں ہی کی تھی (صحیح مسلم)...... (لہٰذا) افضل پہلا دن ہی ہے۔''
(یک فصد مسائل قربانی، امام الانبیاء کی زبانی ص ۵)

داؤد ارشد صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہم اللہ کو گواہ بنا کر حلفیہ کہتے ہیں کہ اہلحدیث تمام بزرگانِ دین ائمہ کرام، فقہاء عظام کا دل سے احترام کرتے ہیں۔'' (تحفہ حنفیہ ص ۲۳۶)

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں:

''بزرگوں کے گستاخ، ائمہ دین کی توہین کرنے والے تو ہمیں عام کہا جاتا ہے حالانکہ ہم برملا کہہ رہے ہیں کہ ہم امت مرحومہ میں سے کسی بھی بزرگ کی شان میں گستاخی کرنے والے نہیں...... ان لوگوں کو ہماری قسمیں جھوٹی دکھائی دیتی ہیں۔'' (تحفہ حنفیہ ص ۲۳۸)

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''سائل نے عہد حاضر کے اہلحدیث پر یہ الزام لگایا ہے کہ یہ لوگ امام ابوحنیفہ کو گمراہ سمجھتے ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ الزام باطل ہے۔''
(علمی مقالات ج۲، صفحہ ۱۲۸)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

''ہم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بہت احترام کرتے ہیں۔'' (علمی مقالات ج۴، ص ۲۱۸)

گستاخانہ عبارات:

اب ہم داؤد اور زبیر صاحبان کے مذکورہ بالا دعوؤں کا جائزہ لیتے ہیں کہ ان میں کتنی صداقت ہے؟ اس کی ابتداء خود ان کی اپنی عبارات سے کرتے ہیں۔

داؤد ارشد صاحب لکھتے ہیں:

(۱) ''اہلسنت کے نزدیک اللہ کے علاوہ کسی غیر کی عبادت کفر ہے۔ جبکہ امام

ابوحنیفہ کے نزدیک اگر جوتی کی عبادت خدا سمجھ کر کی جائے تو اس کا فاعل مشرک نہ ہوگا امام یحییٰ بن حمزہ اور امام سعید بن عبدالعزیز التنوخی بیان کرتے ہیں، ابوحنیفہ نے کہا کہ اگر کسی شخص نے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی غرض سے جوتی کی عبادت کی تو میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔" (تحفہ حنفیہ ص ۱۰۶)

داؤد ارشد صاحب جوتی کی عبادت کو کفر قرار دے کر اس کا جواز امام صاحب کی طرف منسوب کر رہے ہیں سوال یہ ہے کہ کسی کفریہ عقیدہ کو ان کی طرف منسوب کرنا اگر گستاخی نہیں تو پھر گستاخی کس بلاء کا نام ہے؟

اس عبارت کے ہوتے ہوئے آپ کی قسم کا کیا اعتبار ہوسکتا ہے؟

زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

(۲) "ایک دفعہ امام ابوحنیفہ آرہے تھے تو امام سفیان ثوری نے فرمایا:

قوموا لا یعدنا ھذا بجربہ:

اٹھو یہ ہمیں اپنی خارش (یعنی بدعت) نہ لگا دے۔"

(علمی مقالات ج ۴، ص ۲۱۸)

بریکٹ کے درمیان والے الفاظ بھی علی زئی صاحب کے ہیں انہوں نے صفحہ کی ابتداء میں امام صاحب کو بدعتی قرار دیا اور صفحہ کے آخر میں لکھا ہم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بہت احترام کرتے ہیں۔ (حوالۂ مذکورہ)

امام صاحب کو بدعتی قرار دینا احترام ہے؟ اگر یہ احترام ہے تو کوئی آپ کا ایسا احترام کر دے آپ اس کو اجازت دیں گے؟ اور اگر یہ احترام نہیں بلکہ اہانت ہے تو آپ کے اس دعویٰ، ہم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بہت احترام کرتے ہیں، کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟

زبیر علی زئی صاحب نے اپنی متعدد تحریروں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو

''غیر مقلد'' قرار دیا ہے۔

مثلاً ایک جگہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سمیت ائمہ اربعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ان ائمہ کا مجتہد وغیر مقلد ہونا (تقلیدیوں کے نزدیک بھی) مسلم ہے۔''
(علمی مقالات ج۲،ص۵۸۴)

اور یہ بھی لکھتے ہیں:

''دیوبندیوں نے راقم الحروف کو ''غیر مقلد'' کی گالی دیتے ہوئے لکھا ہے۔''
(علمی مقالات ج۴،ص۵۳۴)

زبیر صاحب نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ''غیر مقلد'' کہا ہے جبکہ غیر مقلد کا لفظ ان کے اپنے نزدیک گالی ہے...... ہم سوال کرتے ہیں کہ کسی کو گالی دینا اگر بہت احترام ہے تو پھر آپ کی لغت میں گستاخی کسے کہتے ہیں؟

(۳) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین میں ایک نمایاں نام ''رئیس محمد ندوی'' ہے جو جامعہ سلفیہ بنارس میں استاذ تھے انہوں نے اپنی کتابوں میں امام صاحب کے خلاف جو کچھ لکھا ہے اسے اگر جمع کیا جائے تو رسالہ تیار ہو سکتا ہے، نمونہ کے طور پر ہم ان کی صرف تین عبارتیں نقل کرتے ہیں۔

ندوی صاحب لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ جہمی تھے اور مرجی بھی...... اور مرجیہ و جہمیہ کفار ہیں۔'' مسلمان نہیں ہیں۔'' (سلفی تحقیقی جائزہ ص ۱۲۴)

آگے چل کر لکھتے ہیں:

''جس شخص (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ناقل) پر تواتر کے ساتھ ائمہ کرام نے کفر کا فتویٰ دیا ہو وہ اورع و ازہد واعبد رہ کر کیا کرے گا؟ بہت سے مشرک سادھو سنت برہمن بھی اورع و ازہد و اعبد ہوتے ہیں پھر ان اوصاف سے انہیں کیا

حاصل ہے؟" (سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۲۰۹)

ندوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

"تمام کے تمام ائمہ اہلسنّت و جماعت نے امام ابو حنیفہ کو خارج اہل سنت و جماعت بلکہ بعض خارج از دائرہ اسلام کہتے اور ان پر سخت جرح و قدح ورد کرتے تھے۔" (سلفی تحقیقی جائزہ ص ۲۲۲)

ہم داؤد ارشد صاحب اور زبیر علی زئی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ ندوی صاحب نے مذکورہ بالا عبارات میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا احترام کیا ہے یا ان کی گستاخی کی ہے؟

اعتراف جرم:

اب ہم غیر مقلد مصنفین کا اعتراف نقل کرتے ہیں، انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ اہلحدیث حضرات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ائمہ کرام کی توہین اور گستاخی کیا کرتے ہیں۔

(۱) عبدالاحد خانپوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ان جہال بدعتی کاذب اہلحدیثوں میں کوئی ایک دفعہ رفع یدین کرے اور تقلید کا رد کرے اور سلف کو ہتک کرے مثل امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی، جن کی امامت فی الفقہ اجماع امت کے ساتھ ثابت ہے اور پھر جس قدر کفر، بداعتقادی اور الحاد اور زندیقیت ان میں پھیلاوے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں اور ایک ذرہ چیں بجبیں بھی نہیں ہوتے۔" (التوحید والسنۃ فی رد اہل الحاد والبدعۃ ص ۲۶۲)

(۲) داؤد غزنوی صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں:

"دوسرے لوگوں (مقلدین) کی یہ شکایت کہ اہلحدیث حضرات ائمہ اربعہ کی توہین کرتے ہیں بلاوجہ نہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں اور ائمہ اربعہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ

بھی کر جاتے ہیں۔" (حضرت مولانا داود غزنوی ص ۸۷)

غزنوی صاحب نے یہ بھی فرمایا:

"جماعت اہلحدیث کو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی، ہر شخص ابو حنیفہ، ابو حنیفہ کہہ رہا ہے کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابو حنیفہ کہہ دیتا ہے پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ، اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کا عالم گردانتا ہے۔" (حضرت مولانا داؤد غزنوی ص ۱۳۶)

(۳) امام اہلحدیث وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں:

"بعضے (اہلحدیث) اگلے اماموں اور مجتہدین اور پیشوایان دین پر جیسے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں طعن و تشنیع کرتے ہیں، بعضے اولیاء اللہ کی تذلیل اور توہین کرتے ہیں۔" (لغات الحدیث ج ۱، ص ۲۱ کتاب: ۳)

وحید الزماں صاحب، اہلحدیث کے ایک گروہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"اگلے ائمہ دین جیسے امام ابو حنیفہ، امام شافعی وغیرہ یا دوسرے اولیاء اللہ یا صوفیہ کرام ہیں ان کی توہین کرتے ہیں۔"

(تیسیر الباری ج ۶، ص ۴۹۹، نعمانی کتب خانہ)

داؤد ارشد صاحب نے وحید الزمان صاحب کو تحفہ حنفیہ ص ۳۰۴ میں اہلحدیث تسلیم کیا ہے بلکہ اپنی دوسری کتاب میں انہیں اپنے اسلاف میں شمار کیا ہے اور دین الحق ج ۱، ص ۶۸۰ پر "علمائے اہلحدیث" کی فہرست میں شامل کیا ہے۔

(۴) وکیل اہلحدیث محمد حسین بٹالوی صاحب اپنے اہلحدیثوں کے متعلق لکھتے ہیں:

"اب ان میں رفض بھی پھیلتا جاتا ہے بعض تو کھلے بند امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بدگوئی کرتے ہیں جو رافضیوں کا کام ہے اور اکثر (بقیہ حصہ صفحہ ۳۱ پر)

(بقیہ حصہ گستاخانِ امام ابو حنیفہ)

یہ بدگوئی سُن کر خوش ہوتے ہیں اس پر ردوانکار متوجہ نہیں کرتے، اب یہ لوگ سنی اہلحدیث ہونے سے نکلنے کو تیار ہیں خدا خیر کرے۔''

(اشاعۃ السنۃ ج ۲۲، ص ۲۹۷)

(۵) غیر مقلدین کی کتاب ''حضرت مولانا داؤد غزنوی'' میں لکھا ہے:

''مولوی عبدالعلی (اہلحدیث) نے کہا کہ ابو حنیفہ سے تو میں اچھا ہوں اور بڑا ہوں کیونکہ انہیں صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے ان سے کہیں زیادہ ہیں...... ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ وہ شخص مرزائی ہو گیا اور لوگوں نے اسے ذلیل کر کے مسجد سے نکال دیا۔'' (صفحہ ۱۹۱)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اولیاء اللہ کی توہین و تذلیل سے محفوظ فرمائیں۔

تحقیق و نظر

مفتی رب نواز: دار العلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ

فضائل اعمال پر ایک اعتراض کا جواب

عبد الرؤف سندھو غیر مقلد فضائل اعمال پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”یہ کتاب اردو دان طبقہ کے لئے تالیف کی گئی ہے۔ جبکہ احادیث کے ضعف کو صرف عربی زبان میں بیان کیا گیا ہے۔ اردو میں اس کا ترجمہ نہیں کیا گیا جیسا کہ احادیث کے متن کا اردو میں بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس لئے اس کو مولانا زکریا صاحب کی دیانتداری نہیں بلکہ دھوکہ بازی اور فریب کاری سے تعبیر کریں گے۔“ (احناف کی چند کتب پر ایک نظر صفحہ ۳۸۷)

الجواب: (۱) حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے یہی مناسب سمجھا کہ اسماء الرجال کے حوالہ سے فنی ابحاث عربی زبان میں ہوں جس سے علماء کرام فائدہ اٹھا سکیں عوام چونکہ اس فن کی اصطلاحات سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں مخاطب نہیں بنایا۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ خود ہی لکھتے ہیں:

”اس چیز کا تعلق چونکہ عوام سے نہیں تھا۔ بلکہ اہل علم سے تھا، اس لئے اس کو عربی میں لکھا کہ عوام کی عقول سے یہ چیزیں بالاتر تھیں۔“

(کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات نمبر ۶۵)

یہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی رائے تھی جس کو ان کا طرز عمل پسند نہیں اسے اختیار ہے کہ وہ اپنی رائے پر عمل کرے مگر ان کے طرز عمل کو دھوکہ اور فریب کاری سے تعبیر کرنا صحیح نہیں ہے۔

(۲) خود غیر مقلدین کا یہی حال ہے کہ وہ حدیثوں کے ضعف کو اردو کی بجائے عربی زبان میں ذکر کر دیتے ہیں۔ مثلاً حدیث کی مشہور کتاب سنن ابو داؤد کا ترجمہ غیر مقلدین کے فضیلۃ الشیخ عمر فاروق سعیدی صاحب نے کیا ہے ساتھ ساتھ عربی

متن بھی باقی رکھا ہے۔ احادیث کی تخریج زبیر علی زئی غیر مقلد نے کی ہے مگر وہ ساری کی ساری عربی زبان میں ہے۔ عبدالرؤف صاحب! کیا آپ اس طرح سنن ابی داؤد شائع کرنے والے غیر مقلدین کو بھی دھوکے باز اور فریب کار کہیں گے؟ اگر اس طرح کا طرز عمل دھوکہ بازی اور فریب کاری ہے تو غیر مقلد اس سے بڑھ کر مجرم ہیں کیونکہ فضائل اعمال تو فضائل کی کتاب جبکہ سنن ابی داؤد کی اکثر احادیث احکام پر مشتمل ہیں اور صاف ظاہر ہے کہ احکام سے متعلق حدیثوں میں اس طرح کا طرز عمل آپ کے نزدیک زیادہ قابل گرفت ہوگا۔

(۳) غیر مقلدین کے حلقہ میں مقبول ترین کتاب ''صلوٰۃ الرسول'' ہے جس کی تخریج و تعلیق معترض جناب عبدالرؤف صاحب نے ''القول المقبول'' کے نام سے کی ہے۔ اس صلوٰۃ الرسول میں ضعیف اور موضوع روایات درج کر کے غیر مقلدین کے مذہب کی تائید کی گئی ہے۔ ارشاد اللہ مان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یاد رہے کہ محترم محمد صادق سیالکوٹی کی نماز کے موضوع پر ایک کتاب ہے جس کا نام ''صلوٰۃ الرسول'' ہے اس کتاب میں موضوع اور انتہائی ضعیف روایات بھی درج ہیں۔'' (تلاش حق ص ۵۳۷)

مگر صادق صاحب نے ان روایات کا موضوع اور ضعیف ہونا نہ تو عربی میں بتایا اور نہ ہی اردو میں۔

(۴) بلکہ حکیم صادق صاحب نے جہاں سے حدیثیں نقل کی ہیں۔ ان کتابوں میں بعض حدیثوں کو ضعیف قرار دیا گیا مگر حکیم صاحب ضعف سے آنکھ بند کر کے ضعیف حدیثوں کو نقل کرتے چلے گئے۔ اس کا اعتراف معترض صاحب کو خود بھی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

''ان ضعیف احادیث میں سے بعض ایسی بھی ہیں جن کے ضعیف ہونے کی صراحت خود ان کتب میں موجود ہے۔ جن کے حوالے سے ان کو ذکر کیا گیا

لیکن موصوف نے ان کو ذکر کرتے وقت ان کے ضُعف کی طرف اشارہ تک بھی نہیں کیا۔'' (القول المقبول صفحہ ۱۱ طبع چہارم)

عبدالرؤف صاحب! حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل اعمال میں حدیثوں کے ضعف کو عربی زبان میں ذکر فرما دیا ہے۔ آپ اسے دھوکہ بازی اور فریب کاری قرار دیتے ہیں۔ مگر اس کے بالمقابل حکیم صادق صاحب حدیثوں کا ضعف نہ عربی میں بتاتے ہیں اور نہ ہی اردو میں کوئی اشارہ کرتے ہیں، بلکہ حدیثوں کے مآخذ امہات الکتب میں جن حدیثوں کے ضُعف کی نشاندہی کی گئ۔ ان سے بھی کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرلیں۔ ان کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟

(۵) لگے ہاتھوں معترض عبدالرؤف سندھو صاحب کا طرز عمل بھی ملاحظہ فرماتے چلیں محترم اپنے دوست کی زبانی واقعہ لکھتے ہیں:

''کسی مجلس میں ایک مولانا نے ایک حدیث بیان کی، حاضرین مجلس میں سے کسی صاحب نے کہا کہ مولانا! یہ حدیث ضعیف ہے مولانا کو اس حدیث، لایشکر اللہ من لایشکر الناس'' کے مطابق ان صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہئے تھا۔ مگر ہوا یہ کہ مولانا نے ایسا غیر معمول جواب دیا کہ جسے ذکر کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے انہوں نے کہا۔ نحن اھل الحدیث ولسنا اھل بعض الحدیث'' (القول المقبول ص ۳۴)

کیا ہم سندھو صاحب سے سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ آپ نے کتاب اردو دان طبقہ کے لئے لکھی ہے۔ مگر آخری حصہ عربی کو نہ سمجھنے والے اردو دان پورے واقعہ کی نصیحت سے محروم رہ گئے۔ غور کرنا چاہئے کہ قارئین کے لئے تشویش ناک طرز عمل مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے یا آپ کا؟

سندھو صاحب! آپ نے جس عبارت کا ترجمہ نہیں کیا۔ اس کا ترجمہ ہم کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہے: ہم تمام حدیثوں کو ماننے والے اہلحدیث ہیں نہ کہ بعض کو

ماننے والے۔'' صاحب کلام کا مقصد یہ ہے کہ ہم تمام حدیثوں کو ماننے والے تب ہی بنیں گے جب ضعیف حدیث کو بھی قبول کریں۔

چونکہ اس عبارت کا ترجمہ کر دینے سے غیر مقلدین کا پول کھل جاتا کہ وہ ضعیف حدیثوں والے ہیں۔ اس لئے سندھو صاحب نے صرف عربی عبارت ذکر کر دینے پر اکتفا کر لیا مگر پول تو پھر بھی کھل گیا ہے۔ اگرچہ آئندہ ایڈیشن میں اسے حذف بھی کر دیں۔

دھوکے باز اور فریب کار کون؟

عبدالرؤف سندھو صاحب دھوکہ بازی اور فریب کاری کی نسبت حضرت مولانا محمد ذکریا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کر رہے ہیں جس کا جواب اوپر مذکور ہو چکا مگر اس طرف غور نہیں کیا کہ دھوکے باز تو غیر مقلدین خود ہیں چنانچہ چند شہادتیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) سب سے پہلے ہم سندھو صاحب ہی کا کلام پیش کرتے ہیں۔ وہ صلوٰۃ الرسول کے مصنف حکیم صادق سیالکوٹی کے متعلق لکھتے ہیں۔

''مؤلف نے اس حدیث میں راسہٗ'' اور ''قال'' کے درمیان درج الفاظ حذف کر دیئے ہیں۔''من الرکعۃ الثانیہ من صلوٰۃ الصبح'' جب کہ امانت علمی کا تقاضا یہ تھا کہ موصوف ان الفاظ کو حذف نہ کرتے بلکہ ذکر کرتے کیونکہ انہوں نے اس حدیث میں وتروں میں ''دعائے قنوت کا محل رکوع کے بعد ہے۔'' پر استدلال کیا ہے۔ جبکہ یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ حوادث نازلہ کی قنوت تھی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر میں دوسری رکعت میں رکوع کے بعد پڑھا۔'' (القول المقبول ص ۵۸۸)

سندھو صاحب! سچ بتائیں صادق صاحب نے عبارت کا گھپلا لگا کر دھوکے سے کام لیا ہے یا نہیں؟

(۲) سندھو صاحب اپنے ہم مذہب ابو مسعود سلفی فاضل جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''یہ نام نہاد سلفی یا تو انتہائی مغفل انسان ہے یا پھر اسے عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے اپنے رسالہ کو ضخیم کرنے کا شوق تھا بس۔'' (احناف کی چند کتب پر ایک نظر ص ۷۲)

(۳) غیر مقلدین کے مشہور مؤرخ اسحاق بھٹی، نماز کے بعد اجتماعی دعا نہ مانگنے والے غیر مقلدین حضرات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پھر یہ بات بھی ان کے نزدیک متحقق ہوگئی کہ نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے کی روایت کے راوی ضعیف ہیں اس تحقیق کے بارے میں اس فقیر پر تقصیر کی مؤدبانہ گزارش ہے کہ کیا وہ راوی ہم سے بھی ضعیف ہیں جو بات بات میں غلط بیانی کرتے، قدم قدم پر جھوٹ بولتے ہیں اور ہر معاملہ میں دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں۔'' (نقوش عظمت رفتہ صفحہ ۲۴)

سندھو صاحب! دیکھئے ہر معاملہ میں دھوکہ دہی کرنے والے کون ہیں؟

(۴) زبیر علی زئی غیر مقلد، غرباء اہلحدیث کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سفر میں امارت کے جواز پر قیاس کر کے کاغذی تنظیمیں بنانا اور اپنی اپنی تنظیم یا پارٹی کا امیر بن جانا اور پھر یہ دعویٰ کرنا کہ جس نے ہمارے امام یا امیر کی بیعت نہ کی تو وہ جاہلیت کی موت مر جائے گا۔ بہت بڑا دھوکہ اور فراڈ ہے۔'' (ماہنامہ الحدیث شمارہ نمبر ۵۳ ص ۱۷)

معلوم ہوا کہ غرباء اہلحدیث کا طرز عمل بہت بڑا دھوکہ اور فراڈ ہے۔

(۵) غیر مقلدین کی کتاب ''الاربعین'' میں ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کے متعلق لکھا ہے:

''یعنی ثناء اللہ بدعتی، گمراہ، گمراہ کرنے والا، دھوکہ باز اور بہت بڑا جھوٹا ہے۔''
(الاربعین ص ۳۴ مشمولہ رسائل اہلحدیث ج ۱)

سندھو صاحب! فرمایئے دھوکے باز کون؟

(۶) غیر مقلدین کی کتاب ''الفیصلة الحجازیه'' میں لکھا ہے:

''مولوی ثناء اللہ جاہل دجال نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام اس نے تحفہ نجدیہ رکھا ہے۔ یعنی غزنوی نزاع کا فیصلہ، اس میں سوائے دجالیت و کذب و جہالت اور دھوکہ بازی کے کچھ بھی نہیں۔'' (الفیصلة الحجازیہ ص ۲۳، مشمولہ رسائل اہلحدیث ج ۱)

غیر مقلدین کی کتاب فیصلہ مکہ میں سردار اہلحدیث ثناء اللہ امرتسری صاحب کو خطاب کر کے لکھا ہے۔ یہ محض آپ کا دھوکہ اور فریب دینا ہے۔

(فیصلہ مکہ ص ۳۵ مشمولہ رسائل اہلحدیث ج۱)

سندھو صاحب! دیکھتے چلیں کہ دھوکے باز مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ ہیں یا آپ کے غیر مقلدین؟

غیر مقلدین کی کتاب ''فتنہ ثنائیہ'' میں لکھا ہے:

''مکرو فریب کا کس قدر، یہ منظر ہے جسے مولوی ثناء اللہ صاحب پیش کر رہے ہیں۔'' (فتنہ ثنائیہ ص ۲۳ مشمولہ رسائل اہلحدیث ج۱)

سندھو صاحب! یہ ہیں آپ کے بزرگ امرتسری صاحب جسے آپ لوگ شیخ الاسلام کہتے ہو اور داود ارشد غیر مقلد تو انہیں امت محمدیہ کا ہیرو قرار دیتے ہیں. (تحفہ حنفیہ ۳۷۶) علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''وہ لوگ بھی جو خود کو اہل حدیث کہتے ہیں۔ لوگوں سے دغا بازی اور وعدہ خلافی اور ہر طرح کے ناجائز کام کر رہے ہیں۔ اس پر سخت حیرت ہوتی ہے کہ تقلید کو جس کا غایت درجہ یہ ہے کہ مکروہ، بدعت، گناہ صغیرہ ہو گی چھوڑ کر کبیرہ گناہوں میں یعنی جھوٹ اور خیانت اور دغا بازی میں مبتلا ہو گئے لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔'' (لغات الحدیث ج ۲، ص ۶۱، کتاب ص)

سندھو صاحب! وحید الزمان آپ جیسے غیر مقلدین کو دغا باز کہہ رہے ہیں۔

غیر مقلدین کے مجلہ اہلحدیث میں لکھا ہے...... ''فی الوقت ہماری جمعیت، مسلک کی دعوت و تبلیغ کے لئے نہیں بلکہ روپیہ، اقتدار کی ہوس کو پورا کرنے کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے۔ عوام کو بے وقوف بنایا گیا ہے۔'' (مجلہ اہلحدیث انڈیا مارچ ۱۹۹۰، ص ۲)

سندھو صاحب! بتلایئے مسلک کے نام پر عوام کو بے وقوف بنا کر ان سے دولت بٹورنا دھوکہ اور فریب ہے یا نہیں؟

مقام نبوت...... غیر مقلد علماء کی نظر میں

مفتی رب نواز دار العلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ

سیدنا آدم علیہ السلام:

روایات میں سیدنا آدم علیہ السلام کا فرمان ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جنت میں درخت (پھل) کھانے کی جو مجھ سے خطا ہوئی یہ قابل ملامت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے چالیس سال پہلے لکھ دیا تھا کہ مجھ سے اس طرح ہوگا۔

امام اہلحدیث وحید الزمان صاحب، سیدنا آدم علیہ السلام کے مذکورہ جواب کو "ٹالنے والا جواب" قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت آدم علیہ السلام کا جواب بھی صحیح اور مسکت تھا لیکن صرف ٹالنا تھا کیونکہ علم اور تقدیر الٰہی سے بندہ کو کیا واسطہ، بندہ جو کام کرتا ہے وہ ظاہراً اپنے اختیار سے کرتا ہے اس لئے مدح و ثنا یا ذم و ہجا کا مستحق ہوتا ہے۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام کے جواب کے موافق ہر ایک زانی اور شرابی اور چور کہے کہ مجھ پر کیا ملامت کرتے ہو یہ تو خداوند تعالیٰ نے میری تقدیر میں لکھ دیا تھا تو پھر کسی بندے کو نہ برا کہہ سکتے ہیں نہ شرعی سزا دے سکتے ہیں ...... وفی ذلك ابطال للدين وتعطيل الشرع المتين۔" (لغات الحدیث ج ۳، ص ۷۳ کتاب، ق)

سیدنا نوح علیہ السلام:

محمد حسین میمن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"قرآن مجید میں اللہ رب العالمین نے نوح علیہ السلام کی طویل العمری کا ذکر فرمایا ہے کہ...... فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا...... نوح اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال ٹھہرے۔ (سورۃ عنکبوت آیت ۱۴)

یہ بات بھی ناقابل اعتبار اور عقل کے خلاف نظر آتی ہے۔" (اسلام کے مجرم کون؟ ص ۵۰)

میمن صاحب کی اس کتاب پر نظر ثانی ابو عمر محمد یوسف افغانی، مدرس جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی نے کی ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام:

عبدالجبار کھنڈیلوی صاحب غیر مقلد اپنے استاذ محترم عبدالوہاب دہلوی، امام غرباء اہلحدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

''آپ خلیفہ اور نبی میں فرق نہیں کرتے جب ہی تو آپ موسیٰ وابراہیم نبی کو پیش کر کے اُن پر اپنے آپ کو قیاس کرتے ہیں۔'' (مقاصد الامامۃ ص ۱۲ مشمولہ رسائل اہلحدیث ج۱)

سیدنا سلیمان علیہ السلام:

امام اہلحدیث وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''پروردگار تو نے مجھ کو اتنا دیا کہ سلیمان اور سکندر کو بھی نہیں دیا اور یہ جھوٹ نہیں ہے، کیونکہ سلیمان گو پیغمبر اور بادشاہ تھے مگر انہوں نے دعا کر کے سلطنت مانگی تھی اور سکندر کا حال معلوم نہیں، اللہ تعالیٰ نے بن مانگے مجھ کو میری ضرورت سے زیادہ دیا۔ دوسرے سلیمان اور سکندر دونوں ملکوں کے فتح کرنے کی آرزو رکھتے تھے مجھ کو حکومت اور بادشاہت سے نفرت ہے میں گوشہ نشینی اور یاد الٰہی اور عزلت گزینی اور گمنامی پر ساری دنیا کی بادشاہت کو تصدق کرتا ہوں۔'' (لغات الحدیث ج۱، کتاب ''ب'' ص ۳۷)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام:

پروفیسر عبداللہ بہاولپوری غیر مقلد فرماتے ہیں:

''موسیٰ علیہ السلام نبوت کے اُمیدوار بالکل نہیں ہیں یہ نبوت ان کو ایسے ہی دی جارہی ہے۔ جیسے کوئی ''ٹھونس'' کردی جاتی ہے۔'' (خطبات بہاولپوری ص ۳۹۷)

محمد حسین میمن غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اور محمد یوسف افغانی، اس پر نظر ثانی'' کرتے ہیں۔

''خضر و موسیٰ کے واقعے میں بھی یہی ''بے گناہ'' قتل موجود ہے، فرق صرف یہ

ہے کہ وہاں موسیٰ کی ضد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس راز سے پردہ اٹھا دیا مگر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی کو اتنی جرأت نہ تھی کہ وہ آپ سے کسی عمل کے بارے میں ضد کریں۔'' (اسلام کے مجرم کون؟ ص ۱۱۸)

کتب حدیث وتفسیر میں ہے کہ سیدنا خضر علیہ السلام کی طرف سفر کے دوران سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس مردہ مچھلی تھی جو زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی اور یہ ان کا معجزہ تھا مگر عنایت اللہ اثری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مردہ مچھلی جی کر پانی میں نہیں گئی۔'' (العطر البلیغ ص ۲۹، مشمولہ رسائل اہلحدیث ج ۲)

سیدنا یونس علیہ السلام:

عنایت اللہ اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یونس علیہ السلام بھی مچھلی کے پیٹ میں نہیں گرے۔ اگر لوگوں نے آپ کو دھکیل دیا تو وہ ظالم اور آپ مظلوم تھے اور اگر خود عمداً کود پڑے تھے تو یہ خلاف شرع ہے آپ کی شان نہیں۔'' (العطر البلیغ ص ۲۹)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام:

عنایت اللہ اثری غیر مقلد اپنے ایک رسالہ کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

''دوسرے (رسالہ) میں عیسیٰ علیہ السلام کی بے پدری پیدائش پر پوری پوری بحث و تمحیص ہے اور دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے کہ موصوف (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) کا باپ تھا اور وہ معلوم النسب اور شریف النسب تھے بے پدری کا خیال خطرناک خیال ہے۔'' (العطر البلیغ ص ۱۷۵)

اسماعیل سلفی صاحب غیر مقلد اثری صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

''اب انہوں نے بعض متواتر اور منصوص مسائل میں جمہور ائمہ اہل حدیث اور اکابر اہلسنت کے خلاف راہِ اجتہاد اختیار فرمائی اور محنت کر کے حضرت مسیح کا باپ تلاش کر لیا۔'' (تحریک آزادی فکر ص ۱۹۰)

اثری صاحب نے مذکورہ مسئلہ پر ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام ''عیون زمزم فی میلاد عیسیٰ ابن مریم'' ہے یہ رسائل اہلحدیث ج ۲ میں شامل ہے۔

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

اسماعیل سلفی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فداہ ابی و اُمی سخت قسم کے وہابی تھے۔ (تحریک آزادی فکر ص ۲۹۵)

اور یہ بھی لکھتے ہیں:

''اہل وہاب کوئی مذہب نہیں، نہ ہی ہم لوگ اہل وہاب یا وہابی کہلانا پسند کرتے ہیں۔ وہابی نہ کوئی مذہب نہ فرقہ (تحریک آزادی فکر ص ۵۰۳)

اسماعیل سلفی صاحب ہی فرماتے ہیں:

''میلاد کی محفلوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منصب تعلیم اخلاق اور تزکیہ کی بجائے زیادہ تر آپ کے نور ہونے پر گوہر افشانی فرمائی جاتی ہے۔ آپ واقعی ''نور مجسم'' تھے، لیکن وہ بلب نہیں جو بٹن دبا کر روشن کیا اور بجھایا جا سکتا ہے۔''

(خطبات سلفیہ ص ۳۳۶، نعمانی کتب خانہ لاہور، مرتب خواجہ محمد قاسم)

عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد نے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق درج ذیل شعر کہا ہے:

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُّوْرِکَ الْبَدْرُ اِکْتَسٰی
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَهَا کَا

''آپ وہ ہیں کہ بدر (چاند) نے آپ کا نور اوڑھا ہے اور سورج بھی آپ ہی کے نور سے روشن ہے۔'' (مظالم روپڑی ص ۷۴ مشمولہ رسائل اہلحدیث ج ۱)

پروفیسر عبداللہ بہاولپوری غیر مقلد نے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف

منسوب کر کے کہا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"میرے لئے سب سے بڑی مصیبت موت ہے۔" (خطبات بہاولپوری ج ۳، ص ۱۴۸)

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد فرماتے ہیں:

"بعض عرفاء نے فرمایا کہ یہ خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ تمام موجودات کے ذرات افراد ممکنات میں جاری و ساری ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں لہٰذا نمازی کو چاہئے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہو۔" (مسلک الختام شرح بلوغ المرام ص ۲۴۴)

نواب صاحب کی عبارت فارسی میں ہے ہم نے اس کا اردو ترجمہ ڈاکٹر شفیق الرحمٰن غیر مقلد کی کتاب "اہل توحید کے لئے لمحہ فکریہ ص ۱۲" سے نقل کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ کتاب "رسائل اہلحدیث ج ۲" میں شامل ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں:

نواب نور الحسن صاحب غیر مقلد نے لکھا ہے:

برابر ساختنش بخاك واجب ست برمسلیمن بدوں فرق درانکه گور پیغمبر باشد یا غیراو۔

یعنی اونچی قبروں کو گرا کر زمین کے برابر کر دینا مسلمانوں پر واجب ہے۔ خواہ قبر نبی کی ہو یا غیر کی۔ (عرف الجادی عن جنان ہدیٰ الہادیٰ ص ۶۰)

ناصر الدین البانی غیر مقلد نے بزعم خود مدینہ منورہ میں پائی جانے والی ۳۵ بدعات میں ایک بدعت یہ لکھی:

ابقاء القبر النبوی فی مسجده

"یعنی مسجد نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کو باقی رکھنا۔" (مناسک الحج والعمرۃ ص ۶۱)

□□□

تبلیغی جماعت کے کام کی مدح سرائی

غیر مقلد علماء کے قلم سے

مفتی رب نواز دارالعلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ

مولانا محمد الیاس بانی امیر تبلیغی جماعت:

عبید الرحمٰن محمدی غیر مقلد، مذکورہ بالا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

''مولانا محمد الیاس کاندھلوی ۱۳۰۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴۴ء میں فوت ہوئے۔ یہ تبلیغی جماعت کے بانی امیر تھے ان کی قبر بستی نظام الدین دہلی ہندوستان میں ہے۔ انہوں نے دعوت و تبلیغ کے محدود سلسلے کو ناکافی سمجھا اور عام لوگوں تک اپنی دعوت پہنچانے کے لئے تبلیغی جماعتوں کی شکل میں قافلے نکالنے کا آغاز کیا۔ شروع میں یہ نہایت مختصر سلسلہ تھا جو اب پوری دنیا میں پھیل چکا ہے۔'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ ص ۱۳)

عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''دیوبندی جماعت میں نصف صدی پہلے ایک جماعت تبلیغ کے نام سے بنی ہے اس جماعت کے بانی صوفی الیاس صاحب ہیں جن کی ولادت ۱۳۰۳ھ اور وفات ۱۳۶۴ھ میں ہوئی۔ تبلیغ کا حکم ان کو خواب میں ملا۔ ملفوظات الیاس، ملفوظ ۵۰۔'' (عقیدہ صوفیت ص ۲۰)

تبلیغی جماعت کے عقائد:

غیر مقلدین کے ''پیر'' مولانا محب اللہ شاہ راشدی صاحب فرماتے ہیں:

''اس وقت تبلیغی جماعت پاکستان کے علاوہ فارین کنٹریز یورپ، امریکہ، افریقہ وغیرہ ممالک میں تبلیغی خدمات سرانجام دے رہی ہے اور ان کی بے لوث خدمات اور اخلاص کی وجہ سے ہزاروں مسلمان صحیح طور (پر) مسلمان ہو

چکے ہیں اور مختلف ممالک کے لئے مسلمانوں کی جماعتیں ہمارے پاکستان میں آتی ہیں جن کو آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ عقیدۃً اور عملاً مسلمان ہو گئے ہیں۔'' (مقالات راشدیہ ج ۱ ص ۱۵۵)

راشدی صاحب اعتراف کر رہے ہیں کہ جماعت میں جانے والوں کے نہ صرف عقائد درست ہو جاتے ہیں بلکہ عملی طور پر بھی وہ صحیح معنیٰ میں مسلمان ہو جاتے ہیں والحمدللہ۔

جماعت کا مشن اور منشور:

ڈاکٹر محمد سلیم صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''دین برحق کی نشر و اشاعت ہر مسلمان پر بقدرِ استطاعت لازم ہے اس کے لئے لوگ انفرادی طور پر بھی اور جماعتوں کی صورت میں بھی کوششیں کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں، انہی جماعتوں میں ایک ''تبلیغی جماعت'' ہے جو پچھلے کم وبیش ۸۰ سال سے دعوت وتبلیغ کے کام میں مصروف ہے اور جس کا دائرہ پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اس کے بانی مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ تھے جو ۱۹۴۴ میں فوت ہوئے۔'' (تبلیغی جماعت کی علمی وعملی کمزوریاں ص ۱۲)

جماعت کا اصل مشن جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے آگاہ کیا دین برحق کی نشر واشاعت ہے جس کی جزئیات بہت سی ہیں مثلاً محمد قاسم خواجہ صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اس میں شک نہیں یہ لوگ کلمہ صحیح کراتے ہیں یا نماز کے لئے بلاتے ہیں''
(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں ص ۹)

شکیل احمد میرٹھی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''تبلیغی جماعت کے نام سے اس وقت برصغیر میں جو کام ہو رہا ہے اس سے ہم سب ہی آشنا ہیں اس جماعت کا مرکز اگرچہ نظام الدین دہلی میں ہے مگر اس

جماعت کے لوگ قریہ قریہ، شہر شہر پھر کر لوگوں کو نماز و روزہ اور کلمہ کی تلقین کرتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ جو لگن اور محنت یہ لوگ کر رہے ہیں قابل قدر ہے مگر......''
(تبلیغی جماعت کا نصاب ص ٦ دوسرا نسخہ ص ٨)

محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ان سطور کا راقم ہر مسلمان اور اسلام کی تبلیغ کرنے والی ہر جماعت کو احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے تبلیغی جماعت سے تعلق رکھنے والوں کی بھی تکریم کرتا ہے یہ لوگ بوریا بستر کندھوں پر اٹھائے، ہاتھ میں لوٹا مصلیٰ پکڑے اور لوٹے کی ٹوٹیوں کے ساتھ مسواکیں باندھے شہر شہر، گاؤں گاؤں اور گلی گلی گھومتے اور لوگوں کو ان کے گھر جا کر انہیں کلمہ پڑھاتے ہیں راتیں مسجدوں میں گزارتے ہیں اپنا کھاتے اور اپنا پیتے ہیں کسی پر بوجھ نہیں بنتے، یہ اچھے لوگ ہیں۔'' (کاروانِ سلف ص ٤٦٤)

غیر مقلدین کے رسالہ ''الاعتصام'' میں لکھا ہے:

''کسی نے ایک دفعہ تبلیغی جماعت کے متعلق پوچھا تو جواب میں فرمایا ان کی کمزوریوں اور غلطیوں سے قطع نظر اس دنیا داری اور نفسا نفسی کے دور میں ان کو غنیمت سمجھتا ہوں جو اصلاح نفس اور دنیا سے بے رغبتی کی دعوت کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں۔'' (الاعتصام اشاعتِ خاص، بیاد عطاء اللہ حنیف ص ٥١٥)

سائل کا سوال غیر مقلدین کے ''شیخ الاسلام'' عطاء اللہ حنیف بھوجیانی سے ہوا مذکورہ جواب بھوجیانی صاحب کا بیان فرمودہ ہے۔

انقلاب ہی انقلاب:

غیر مقلدین کے مستند عالم محب اللہ شاہ راشدی صاحب جماعت میں وقت لگانے والوں کے متعلق فرماتے ہیں:

''وہ عقیدۃً اور عملاً مسلمان ہو گئے ہیں اور گو اس سے پیشتر انہوں نے کبھی اپنی پیشانی اللہ کے حضور زمین پر نہیں رکھی تھی لیکن اب وہ پکے نمازی بن

گئے ہیں اور اسی طرح نماز پڑھتے ہیں جس طرح اور سب مسلمان پڑھتے ہیں تبلیغی جماعت کے کسی اجتماع میں فوٹو گرافر کی شکل بھی دیکھنے میں نہیں آتی...... اور نتیجہ یہ ہے کہ ہزاروں مسلمان صحیح طور پر نمازی بن رہے ہیں اور بحمد للہ جماعت میں روز بروز ترقی ہوتی رہتی ہے۔'' (مقالات راشدیہ ج ۱ ص ۱۵۵)

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد تبلیغی جماعت کے متعلق لکھتے ہیں:

''اس جماعت میں شامل ہونے کے سبب بے قاعدہ نمازی با قاعدہ نمازی بن گئے اور بہت سے کلین شیو افراد نے داڑھی رکھ لی اور بہت سے برے اعمال کو ترک کر دیا۔'' (تجزیہ اور تعاقب ص ۲۱)

ڈیروی صاحب اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

''جماعت تبلیغ نے نصف صدی میں کئی لاکھ لوگ مسلمان کر لئے۔''

(عقیدہ صوفیت ص ۳۵)

محمد طارق خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یقیناً ایسا ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ متعدد اخلاقی برائیوں کو ترک کر دیتے ہیں اور نماز روزہ کے پابند ہو جاتے ہیں داڑھی رکھ لیتے ہیں اور ٹوپی اور تسبیح پکڑ لیتے ہیں اسی وجہ سے عوام الناس کی اکثریت تبلیغی جماعت سے بہت جلد متاثر ہو جاتی ہے۔'' (تبلیغی جماعت قرآن و حدیث کی کسوٹی پر ص ۲۲۷)

جماعت کی نیک نیتی اور خلوص:

طالب الرحمٰن صاحب غیر مقلد کی کتاب ''تبلیغی جماعت کا اسلام'' کا مقدمہ لکھنے والے غیر مقلد تحریر کرتے ہیں:

''جس خلوص اور محنت کے ساتھ تبلیغی جماعت اس تبلیغی محنت کو جاری و ساری رکھے ہوئے ہے ان کی اس محنت اور خلوص میں شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی لیکن......۔'' (ص ۸)

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''تبلیغی جماعت کی ظاہری چلت پھرت، قربانیوں اور اخلاص کو دیکھ کر جو سادہ لوح مسلمان اس جماعت میں شامل ہو رہے ہیں یا ہو چکے ہیں ان سے نہایت مخلصانہ گزارش ہے کہ...... '' (تجزیہ اور تعاقب ص ۱۰۵)

محمد طارق خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''عزیز تبلیغی بھائیو! ہمیں یقین ہے کہ آپ نے تبلیغی جماعت کو قطعی نیک اور حسن ظن کی بنیاد پر گلے لگایا ہے آپ کے پر خلوص جذبات اور احساسات کا ہمیں بخوبی اندازہ ہے، آپ نے یقیناً تبلیغی جماعت کو ایک عظیم اور غیر متعصب جماعت اور تحریک سمجھ کر اختیار کیا ہے ہمارے نزدیک آپ کے جذبات قابل قدر اور تقاضۂ ایمان کے عین مطابق ہیں لیکن...... ''

(تبلیغی جماعت قرآن وحدیث کی کسوٹی پر ص ۲۲۷)

جماعت کا ایثار اور قربانی:

عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''تبلیغی جماعت کی محنت میں لگ کر لوگ اپنی دنیاوی امور و معاملات کی بے لوث قربانی دے رہے ہیں۔'' (تجزیہ اور تعاقب ص ۱۰۵)

ہمارے سامنے اس وقت ایک اور کتاب رکھی ہے جس کا نام ''تبلیغی جماعت'' عقائد و افکار نظریات اور مقاصد کے آئینہ میں'' ہے اس کے ٹائٹل پر ''از افادات مولانا عطاء اللہ ڈیروی از قلم ابو الوفاء محمد طارق خاں'' لکھا ہے۔

یہ دونوں صاحبان غیر مقلد ہیں مگر اس کے باوجود لکھتے ہیں:

''تبلیغی جماعت کے عام کارکنان کے بارے میں ہم یہ اعتراف کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے کہ اس جماعت کے لئے ان کا اخلاص اور قربانیاں بے مثال ہیں وہ اپنے اوقات، اپنی محنت اور اپنا سرمایہ جس طرح بے دریغ اس جماعت کی ترویج و ترقی میں خرچ کرتے ہیں وہ قابل تعریف ہے لیکن...... '' (ص ۵۹)

جماعت کے مثالی اخلاق:

محمد قاسم خواجہ صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"کئی بھلے مانس تبلیغی جماعت والوں کے فقط اخلاق سے متاثر ہو کر ان میں شامل ہو جاتے ہیں۔" (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں ص ۱۸۷)

غیر مقلدین کی کتاب "ارمغانِ حنیف" میں لکھا ہے:

"حضرت مولانا محمد الیاس قدس سرہ کاندھلوی ثم دہلوی کی تبلیغی تحریک کے علاوہ باقی دعاۃ و مبلغین کا بالعموم حال "مصیطر" ہو کر رہ گیا ہے حالانکہ قرآن نے تذکیر، تبلیغ، دعوت اور ایسے لفظ استعمال کئے ہیں جو بذات خود نرم روی، اسلوب و بیان کی شیرینی اور الفاظ کے انتخاب میں احتیاط کا تقاضا کرتے ہیں۔" (ص ۸۵)

مصیطر کا معنی "داروغہ" ہے مطلب زبردستی منوانے والا ہے حاصل یہ ہے کہ تبلیغ والے نرمی، میٹھے بولوں اور احسن کلمات کے ساتھ لوگوں کو سمجھاتے ہیں تندخوئی، بدکلامی اور زبردستی نہیں کرتے۔"

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد تبلیغی جماعت کے متعلق لکھتے ہیں:

"مجھے بستر اٹھا کر اپنا اپنا خرچ کرنے والے بھائی حرام خور نظر نہیں آتے البتہ....." (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ ص ۱۶۴)

جماعت میں روز بروز اضافہ اور پوری دنیا میں پھیلاؤ:

محمد قاسم خواجہ صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"جوں جوں تبلیغی جماعت میں اضافہ ہو رہا ہے۔"

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں ص ۱۶۹)

محب اللہ شاہ راشدی صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں:

''بحمد للہ جماعت میں روز بروز ترقی ہوتی رہتی ہے۔''

(مقالات راشدیہ ج ۱ ص ۱۵۵)

عبید الرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد تبلیغی کام کے متعلق لکھتے ہیں:

''اب پوری دنیا میں پھیل چکا ہے۔'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ ص ۱۴)

عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہ جماعتیں بلا استثناء ہر علاقے میں باقاعدگی سے روانہ کی جاتی ہیں بلکہ خاص طور پر بڑے شہروں کی مساجد میں اہتمام کے ساتھ بھیجی جاتی ہیں۔''

(تجزیہ اور تعاقب ص ۲۷)

ڈیروی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''تبلیغی جماعت کی روز بروز بڑھتی ہوئی تعداد سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ......'' (تجزیہ اور تعاقب ص ۳۵)

ڈیروی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''واقعی نصف صدی میں اس تنظیم (تبلیغی جماعت، ناقل) یا تحریک کا اتنا پھلنا پھولنا اس میں اتنی بھیڑ کا جمع ہو جانا اس لئے ہے کہ......'' (عقیدہ صوفیت ص ۱۰۳)

محمد طارق خان صاحب غیر مقلد نماز کے بعد تبلیغیوں کے کئے جانے والے ''اعلان'' کے متعلق لکھتے ہیں:

''اسی سے ملتا جلتا ایک دوسرا اعلان ہر روز ہماری مساجد بلکہ شاید پوری دنیا کی مساجد سے روزانہ نشر ہو رہا ہے۔'' (تبلیغی جماعت قرآن وحدیث کی کسوٹی پر ص ۱۰۸)

طارق صاحب اپنی اسی کتاب میں یہ بھی لکھتے ہیں:

''تبلیغی جماعت دیکھتے ہی دیکھتے ساری دنیا میں پھیل گئی۔'' (ص ۱۹۵)

دیگر حوالے اگلے شمارہ میں ان شاء اللہ

تبلیغی جماعت کے کام کی مدح سرائی

غیر مقلد علماء کے قلم سے

آخری قسط

مفتی رب نواز دار العلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ

جماعت میں اہلحدیث حضرات کی شمولیت:

عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''تبلیغی جماعت کو سب لوگ اپنا سمجھ لیتے ہیں اس لئے اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں بریلوی، دیو بندی ان پڑھ اور ناواقف اہلحدیث ان کو اپنا سمجھ کر ان کے ساتھ چل پڑتے ہیں۔'' (عقیدہ صوفیت ص ۱۰۳)

ڈیروی صاحب اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

''تبلیغی جماعت محض احناف کی نمائندہ نہیں بلکہ اس میں شافعی اور اہلحدیث وغیرہ بھی شامل ہیں۔'' (تجزیہ اور تعاقب ص ۹)

ڈیروی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''زکریا صاحب کے اس بیان سے ان اہلحدیث حضرات کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں جو اس (تبلیغی) جماعت کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔''
(تجزیہ اور تعاقب ص ۹۳)

محمد طارق خاں صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہماری عوام عقیدہ کی اہمیت اور ضرورت کو اکثر و بیشتر سمجھنے سے قاصر ہو جاتے ہیں اس لئے وہ تبلیغی جماعت کی ظاہری چلت پھرت اور قربانیوں سے متاثر ہو کر اس جماعت کی حمایت اور تائید میں لگ جاتے ہیں۔''
(تبلیغی جماعت قرآن وحدیث کی کسوٹی پر ص ۱۱۴)

عطاء اللہ ڈیروی صاحب اور محمد طارق خاں صاحب دونوں فرماتے ہیں:

''تبلیغی جماعت اکثر اوقات یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اس تبلیغی جماعت میں صرف حنفی مسلک سے تعلق رکھنے والے افراد شامل نہیں بلکہ اہلحدیث اور شافعی بھی ہیں اور یہ بات کسی حد تک صحیح بھی ہے مگر اس کا اصل سبب یہ ہے کہ تبلیغی جماعت میں جو لوگ اہلحدیث ہونے کے باوجود شامل ہیں وہ...... محض اس جماعت کی ظاہری چلت پھرت اور کارکنان کے اس جماعت کے لئے ایثار و قربانی سے متاثر ہو کر اس جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں۔''

(تبلیغی جماعت عقائد وافکار، نظریات اور مقاصد کے آئینہ میں ص ۱۵)

طالب الرحمٰن صاحب غیر مقلد کی کتاب ''تبلیغی جماعت کا اسلام'' کا مقدمہ لکھنے والے بزرگ کتاب تالیف کرنے کا مقصد بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس کتاب کے لکھنے کا ایک مقصد تو یہ ہے کہ ان اہلحدیث حضرات کو خبردار کیا جائے جو تبلیغی جماعت والوں کی میٹھی میٹھی باتوں اور ظاہری اخلاق کی وجہ سے ان کے چکر میں پھنس چکے ہیں۔'' (ص ۱۵)

محمد قاسم خواجہ صاحب غیر مقلد تبلیغی جماعت کے متعلق لکھتے ہیں:

''یہ کئی اہلحدیثوں کو حنفی بنانے میں کامیاب ہو گئے۔''

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں ص ۱۰۲)

عطاء اللہ ڈیروی اور محمد طارق خاں جماعت میں وقت لگانے والے عربوں کے متعلق فرماتے ہیں:

''اپنی نشستوں میں احادیث پر مشتمل کتاب ریاض الصالحین پڑھتے ہیں ایسے لوگوں میں اکثر اوقات صحیح العقیدہ لوگ شامل ہیں جو محض اپنے نفس کی اصلاح کے لئے اپنے گھروں سے خروج کرتے (نکلتے) ہیں۔''

(تبلیغی جماعت عقائد وافکار، نظریات و مقاصد کے آئینہ میں ص ۱۶)

تبلیغی اجتماع رائے ونڈ:

عبید الرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''رائیونڈ میں ہر سال تبلیغی جماعت کا مرکزی سالانہ اجتماع ہوتا ہے اس اجتماع میں شرکاء کی تعداد لاکھوں میں ہوتی ہے اور اسے حج کے بعد سب سے بڑا اجتماع کہا جاتا ہے۔'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ ص ۱۳)

محمدی صاحب اپنی اسی کتاب میں مزید لکھتے ہیں:

''لاہور سے تیس پینتیس کلو میٹر جنوب مغرب میں ایک چھوٹا سا شہر ''رائے ونڈ'' ہے پہلے تو یہ نہایت غیر معروف تھا مگر اب یہ عالمی شہرت یافتہ شہر ہے کیونکہ یہاں تبلیغی جماعت کا مرکز ہے۔ مولانا محمد یوسف امیر ثانی تبلیغی جماعت کی کوششوں سے پہلا اجتماع ۱۹۴۹ء میں رائیونڈ میں اسی جگہ پر ہوا جہاں اب مرکز قائم ہے جوں جوں شرکاء اجتماع کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا ضروریات بڑھتی چلی گئیں اور شرکاء کے لئے یہ جگہ ناکافی ہوگئی تو رائیونڈ شہر سے تین میل دور شمالی جانب ایک وسیع میدان جو کہ بنجر زمین کی شکل میں تھا اجتماع کے لئے مخصوص کیا گیا یہ بنجر زمین سال میں ایک دفعہ بہت بڑے شہر کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔'' (ص ۱۵)

محمدی صاحب اپنی اس کتاب میں اجتماع میں کئے جانے والے نکاحوں کی کارگزاری بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جب آپس میں رشتے طے ہو جاتے ہیں تو نکاح کے لئے رائیونڈ اجتماع کی تاریخ طے کر لی جاتی ہے اور ایسے تمام رشتوں کی فہرست مرتب کر کے حضرت جی مولانا انعام الحسن (رحمہ اللہ، ناقل) امیر تبلیغی جماعت کو تھما دی جاتی ہے خطبہ کے بعد وہ ہر جوڑے کا ایجاب و قبول کرا کے رشتہ ازدواج میں جوڑتے جاتے ہیں ایسے سینکڑوں نکاح سادہ خوشگوار انداز اور بغیر کسی فضول خرچی اور رسومات کے ہو جاتے ہیں۔'' (ص ۱۸)

ڈاکٹر محمد سلیم صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''رائے ونڈ میں ہونے والے اس سالانہ اجتماع کو حج کے بعد روئے زمین پر مسلمانوں کے دوسرے بڑے اجتماع سے جانا جاتا ہے۔ دنیا کے ہر خطے سے یہاں آنے کو تبلیغی بڑی سعادت سمجھتے ہیں اکتوبر نومبر میں ہونے والے اس اجتماع کی تیاریاں کئی ماہ پہلے ہی شروع ہو جاتی ہیں لاکھوں کی تعداد میں انسانوں کے لئے انتظامات عارضی طور پر کئے جاتے ہیں اور اوپر کپڑے کی چھت، نیچے زمین کے اوپر گھاس پھوس اور چٹائیاں وغیرہ۔ عارضی طہارت خانے اور غسل خانے اور ایسے ہی دوسرے انتظامات سب عارضی طور پر تین چار دنوں کے لئے کئے جاتے ہیں۔'' (تبلیغی جماعت کی علمی و عملی کمزوریاں ص ۱۹۷)

محب اللہ شاہ راشدی صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں:

''تبلیغی جماعت کے کسی اجتماع میں فوٹو گرافر کی شکل بھی دیکھنے میں نہیں آتی۔''

(مقالات راشدیہ ج ۱ ص ۱۵۵)

ڈاکٹر محمد سلیم صاحب نے اپنی کتاب میں کسی مسعود احمد نامی شخص کے کتابچہ ''تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں'' سے ۱۳/ ۱۴ اصفحات نقل کئے ہیں جس کی ابتداء میں درج ذیل عبارت ہے:

''اس حقیقت سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے کہ ایک چھوٹی سی تبلیغی جماعت دین کا داعیہ لے کر ہندوستان کی بستی نظام الدین (میوات/ دہلی) سے اُٹھی اور پھر رفتہ رفتہ پوری دنیا میں پھیل گئ ہے اب ہر بستی اور ہر محلہ میں گشتوں کا نظام اور مسجدوں میں راتوں کا قیام عام ہے ہر سال شہر لاہور کے ایک کونے رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت کی طرف سے منعقد ہونے والے اجتماع میں انسانوں کا ٹھاٹیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا ہے جو کسی دنیاوی غرض کے لئے جمع نہیں ہوتے بلکہ سب کے دلوں میں ایک ہی تڑپ اور ایک ہی لگن ہوتی ہے کہ ہم سب سے ہمارا رب خوش ہو جائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک طریقے ہماری

زندگی میں رچ بس جائیں اور یہ بھٹکی ہوئی انسانیت پھر اپنی منزل کو پالے۔ یہی وہ جذبہ ہے جو تبلیغی جماعت والوں کو گھروں سے نکلنے پر مجبور کرتا ہے اپنا مال خرچ کرنا، اپنا بستر خود اٹھانا، گلی کوچوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، مخالفوں کے ساتھ ہمدردیاں کرنا، جذبہ ایثار و قربانی کے جذبات کا مظاہرہ کرنا...... یہ اور اس قسم کی دوسری باتیں تبلیغی جماعت کے ارکان میں عملی طور پر پائی جاتی ہیں اور ویسے بھی ایک مسلمان میں یہ باتیں اور خصوصیات ہونی چاہئیں۔''

(تبلیغی جماعت کی علمی و عملی کمزوریاں ص ۱۸)

تبلیغی جماعت پر اعتراضات کی حیثیت:

ڈاکٹر محمد سلیم صاحب غیر مقلد کی محولا بالا کتاب کی ابتداء میں کسی نے ''حرف ناصحانہ'' کے عنوان سے دو صفحات میں بزعم خود نصیحتیں کی ہیں انہوں نے اپنے مضمون کے شروع میں لکھا ہے:

''تبلیغی جماعت کے طرز تبلیغ اور نصاب تبلیغ کے حوالے سے گزشتہ پون صدی سے اب تک کئی تحریریں معرض وجود میں آئی ہیں ان میں سے بیشتر تحریروں میں یا تو مسلکی تعصب کا اظہار ہے یا سیاسی اغراض و مقاصد کارفرما ہیں یا پھر سطحی اور ردی اعتراضات ایسے غیر قلمی انداز میں اٹھائے گئے ہیں کہ جس سے خود تنقید نگار ہی کی کم علمی اور جہالت آشکار ہوتی ہے ایسی تحریروں اور کتابوں کے مصنفین کے بارے میں بلاخوف تردید یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ انہوں نے تبلیغی جماعت کے نہ طرز تبلیغ کو سمجھا اور نہ نصاب تبلیغ کو، زیرِ نظر کتاب بھی اگرچہ تبلیغی جماعت کے نصاب تبلیغ کا ایک غیر جانبدارانہ تنقیدی مطالعہ ہے مگر دیگر کتابوں اور تحریروں کے مقابلہ میں اس میں کئی ایک امتیازات ہیں۔'' (تبلیغی جماعت کی علمی و عملی کمزوریاں ص ۱۰)

لکھنے والے سطحی اور ردی قسم کے اعتراضات کرتے ہیں جن سے ان کی کم

علمی اور جہالت آشکار ہو جاتی ہے۔

اگلی بات ہم عرض کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کا شمار بھی انہی لوگوں میں ہے جن کے اعتراضات پر آپ نے تبصرہ فرما دیا ہے ڈاکٹر صاحب اگرچہ پندرہ سال جماعت میں لگانے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ فضائل اعمال میں شامل رسالہ ''مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج'' کس کا ہے وہ جگہ جگہ اسے مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں مثلاً دیکھیے: تبلیغی جماعت کی علمی و عملی کمزوریاں صفحہ ۴۵، ۱۸۶ وغیرہ حالانکہ وہ رسالہ مولانا محمد احتشام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جیسا کہ اس کے ٹائٹل پر واضح طور پر ان کا نام لکھا ہوا ہے دیکھیے فضائل اعمال ص ۱۰۷۔

ڈاکٹر صاحب کے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ ہم اپنی زیر ترتیب کتاب ''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع'' جلد دوم میں پیش کریں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

چند اہم تنبیہات اور فوائد:

(۱) تبلیغی جماعت کی مدح سرائی کے حوالے سے ہم نے جو غیر مقلد علماء کے حوالے نقل کیے ہیں وہ موجودہ غیر مقلدین کی تسلی کے لیے ہیں ورنہ نقل کردہ عبارتوں کے ہر ہر جملہ سے ہمارا اتفاق ضروری نہیں۔

(۲) تبلیغی جماعت کی مدح سرائی کرنے والے غیر مقلدین کے جو ہم نے حوالے نقل کیے ہیں ان میں سے اکثر وہ احباب ہیں جو تبلیغی جماعت کے سخت مخالف اور ان کے خلاف کتابیں لکھنے والے ہیں مگر تبلیغی جماعت کی مذکورہ بالا خوبیوں کا انہیں اعتراف کرنا پڑا، والفضل ما شهدت به الاعداء۔

(۳) ان لوگوں نے جہاں جماعت کی مدح سرائی کی ہے وہاں بزعم خود سخت اعتراضات بھی کیے ہیں مگر ہم نے ان کے اعتراضات کو تین وجوہ سے نقل نہیں کیا اول اس لیے کہ وہ عبارتیں ہمارے موضوع سے خارج ہیں، دوم اس

وجہ سے کہ ہمارا مختصر مضمون اعتراضات نقل کر کے جواب ذکر کرنے کی گنجائش نہیں رکھتا۔ وجہ سوم یہ ہے کہ تبلیغی جماعت پر کئے گئے اعتراضات کے جواب کے لئے ہم ایک مستقل کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں...... لہٰذا کوئی غیر مقلد ہمیں مطعون نہ کرے کہ حمایت والی باتیں نقل کر دیں اور تنقیدات کو چھوڑ دیا ہے۔

(۴) ہم اپنے مضمون میں درج ذیل باتیں نقل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے مگر مضمون چونکہ توقع سے بہت زیادہ طویل ہو گیا ہے اس لئے انہیں شامل نہیں کیا گیا۔ مثلاً فضائل واعمال اور اس کے مصنف مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کا مقام، تبلیغی جماعت میں نکلے ہوئے لوگوں کے یومیہ معمولات اور مسجدوں میں کئے جانے والے اعمال وغیرہ۔

(۵) ہمارے اس مضمون میں جو ''مقالات راشدیہ'' کے حوالے ہیں وہ ہمیں صوابی کے رہنے والے ایک شخص نے فون کے ذریعہ لکھوائے ہیں انہوں نے اپنا نام ''بشارت'' بتایا ہے جزاء ہم اللہ خیراً باقی سب حوالے ہم نے اصل کتابوں سے خود ہی نقل کئے ہیں۔

فضائل اعمال سے متعلقہ روایات پر نرمی برتنا

(حافظ طیب الرحمٰن)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اذا روینا عن رسول اللہ ﷺ فی الحلال والحرام والسنن والاحکام تشددنا فی الاسانید واذا روینا عن النبی ﷺ فی فضائل الاعمال تساھلنا فی الاسانید۔ (الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب ص ۱۳۴ طبع بیروت)

''جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حلال وحرام سنن و احکام کی احادیث روایت کرتے ہیں تو اسانید میں سختی کرتے ہیں اور جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فضائل اعمال کے متعلق احادیث روایت کرتے ہیں تو ان کی اسانید میں نرمی برتتے ہیں۔''